ماہِ ملکہ
مریم مظفر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ماہِ ملکہ

از

مریم مظفر

www.novelsclubb.com

انتساب۔۔۔

ماہِ ملکہ میرے لیپ ٹاپ کے نام جس نے گھنٹوں میری ٹائپنگ سپیڈ برداشت کی ہے اور ماہِ ملکہ مہر النساء شاہ میر کے نام جس نے اس سے بھی زیادہ گھنٹے میری کہانی سنی، سمجھی، پڑھی اور نکھاری ہے۔

اِن دونوں کے بغیر یہ سفر شاید کبھی شروع ہی نہ ہوتا۔

www.novelsclubb.com

ماہِ ملکہ

از مریم مظفر

قسط 8

www.novelsclubb.com

کیا یہ وہی سچ اور حق پر چلنے والا انسان تھا یا متوازی دنیا نے اس پر بھی اپنا رنگ چھوڑ دیا تھا۔

★★★★

حقارت اسکے لہجے کا واحد جذبہ تھی۔ متوازی دنیا کیا گل پر اثر کر رہی ہے؟ اسکی حساس اور جذباتی فطرت کیا دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے میں بدل رہی تھی۔

★★★★

دبیر اور کسی کے حق میں دفاع کرے، کیا واقعی متوازی دنیا اس جیسوں پر بھی اثر کرتی ہے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

عبیل کو دیکھتے اسکا لہجہ تلخ ہوا۔ یہ پہلی بار المیرا نے کافی لوگوں کے سامنے اپنی اس دوغلی چاشنی کو چھوڑتے خالص جذبات کا استعمال کیا۔ متوازی دنیا یقیناً اس پر اپنا اثر چھوڑ رہی تھی۔

★★★★

کہانی کو وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں ہماری ملکہ اور خادم نے معاہدہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

باب منصف

ماہِ ملکہ پر آج ایک خوبصورت صبح کا آغاز افراتفری اور خوف کے عالم میں ہوا۔ کل سے ہونے والی آگے پیچھے تین اموات نے سب کے دلوں میں وسوسے ڈال دیئے تھے، بیشتر سوالات، پختہ ہوتے اندیشے اور مختلف آفواہیں۔

اپنی رعایا کی خدمت کا بوجھ اٹھائے ملکہ کے ملاقات کمرہ میں اس وقت یہی موضوع زیرِ بحث تھا۔

مخملی بھاری کرسی پر تن تنہا بیٹھا اسکا وجود آج گہرے ترین نارنجی رنگ کے لباس سے ڈھکا تھا۔ نارنجی ٹشو کا بناڈوپٹہ بالوں میں نزاکت سے لگا تخت سے بہتا پیچھے جارہا تھا۔ ایک ہاتھ میں داستانوں پر نگینے تھے اور گردن میں بھی سبز جواہرات۔ بلبل ساتھ کھڑی اسکے لیئے چائے تیار کررہی تھی، گل البتہ اب تک ناراضگی کا روزہ رکھے ہوئی تھی۔

کمرے کا ماحول مسئلے اور تناؤ کی کیفیت بیان کرتا تھا، نیز یوں کے سب کے چہروں پر ہی فکرمندی اور پیشانی پر پسینے کی چمکتی بوندیں تھیں۔

''موجودہ صورتحال کیا ہے غمار؟'' سیاہ کافتان میں اسکے بائیں ہاتھ پر نگار بیٹھی تھی۔ کل مشیرِ خاص کے مقام کو بانٹنے کے باوجود بھی گردن شان سے اکڑی تھی۔ کمرے کے وسط میں موجود سیاہ فام عورت نے انگلی پر زرا سی تھوک لگاتے ہاتھ میں تھامی بوسیدہ پنوں والی کتاب کے صفحے پلٹائے۔ اسکے موٹے ہونٹ ایک مغموم سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور آنکھوں پر چمکتا ہوا پتلا نظر کا چشمہ دھاگوں کی مدد سے ٹھہرا تھا۔ قد اونچا اور ڈیل ڈول صحت مند۔

''کل سے اب تک کل ملا کر تین مردوں کی موت ہوئی ہے۔'' غمار نامی وہ عورت ماہ ملکہ کی شاہی طبیب تھی۔ پنوں کو آگے کرتے وہ ٹھہر کر بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

المیرا کی پشت پر اونچی کھڑکی تھی۔ سورج کی روشنی اسکے نارنجی وجود سے ٹکراتے ملکہ کے مقام اور رعب کو کمرے کے کونے کونے تک پھیلا رہی تھی۔

بلبل نے اسکے لیئے خاص ماہِ ملکہ کے انداز میں چائے بناتے ذرا سا جھک کر پیش کی۔

المیرا نے نزاکت سے اٹھاتے لمبا گھونٹ بھرا۔ گرم بھورا مایا جونہی اندر گیا اسکی کی زبان کڑوی ہو گئی، چہرہ پھیر کر بلبل کو دیکھا۔

"ملکہ کو بغیر چینی کی چائے دینے کی کیا سزا ہے، پیاری بلبل؟" اسکا میٹھا لہجہ کنیز کو بہت کچھ بتلا گیا۔

"مرنے سے پہلے کیا تینوں بیمار تھے؟" یہ سوال ادوب کی طرف سے کیا گیا جس کے توٹھاٹ باٹھ سب ہی جیسے راتوں رات پانچ منزلیں طے کر گئے تھے۔ غمار کے پیچھے بیٹھے منصف نے ادوب کو گہری نظروں سے دیکھا (کلاسک دبیر السازار!) اور پھر گلہ کھنکارتے آگے ہوا۔ وہ اپنی معیشت میں مردوں کا نمائندہ تھا، اس معاملے میں اس کی موجودگی لازمی تھی۔

"تینوں مسلسل ایک مہینہ سے پٹھوں کے درد کی دوائی کھا رہے تھے۔ پہلے اور دوسرے کی بیماری کے بیچ دو دن کا وقفہ ہے جبکہ تیسرا شخص ہفتے بعد بیمار ہوا

تھا۔ موت اچانک اور پر سرار ہے۔ فلحال ہمیں اتنا معلوم ہے تین میں سے ایک کی موت کی وجہ دل کا بند ہونا تھا۔" اپنی میٹھی چائے کو لبوں سے لگاتا المیرا کا ہاتھ تھم گیا۔ (اس وقت گل کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ یہ ساری باتیں اسکی دلچسپی کی تھیں۔)

"دل کا بند ہونا؟" غمار نے عینک کے اوپر سے نئی مشیر کو دیکھا اور پھر اسے قابل قبول نہ پا کر نگار کو دیکھنے لگی۔

"ہمارا ماننا ہے اس ایک کو دل کا دورہ خوف کی وجہ سے آیا تھا کیونکہ مرنے سے کچھ دیر پہلے وہ اونچی آواز میں چیخ رہا تھا مجھے مار دیا جائے گا، مجھے مار دیں گیں۔" ادوب یک دم ہی اپنی نشست سے اچھلی۔ نگار سمیت سب نے اسے دیکھا۔

"یہ تو جنگ سہنے کے اثرات بھی ہو سکتے ہیں۔" ادوب کا ذہین مشورہ۔ "ہمیں ان تینوں کا ماضی جانچنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے موت کی وجہ جسمانی نہیں ذہنی ہو۔"

''جنگ کے اثرات جو بھی ہوں، تینوں کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد ہم ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔''بوسیدہ کتاب بند کرتے غمار نے گھٹنے پر رکھی پھر باقاعدہ اپنی ملکہ کو دیکھا جو آرام سے چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔''یہ کوئی پٹھوں کی وبا ہے۔ کیونکہ تینوں کا شکوہ یہی تھا کہ انہیں چلنے پھرنے میں مسئلہ ہو رہا ہے۔''المیرا زیر لب ہنسی۔

''اک نیا سیاپا۔(ایک نیا مسئلہ)۔''

''آپ لوگوں نے معائنہ کس طرح سے کیا ہے؟''غمار نے ادوب کے سوال کو اپنی توہین سمجھا تو وہ سٹپٹائی۔''میرا مطلب۔۔۔۔اگر کوئی پٹھوں کی وبا ہے تو ان کے پٹھے کھنچے اور اکڑے ہوئے ہونگے نا۔ کیا آپ نے ان کے اعضا جدا کیئے ہیں یا .....''

''مشیرِ خاص ادوب وہ شاہی طبیب ہیں، ان سے بہتر طب کا علم کسی کو نہیں۔ نہ مجھے، نہ آپ کو۔ تو بہتر یہی ہے آپ وہ کریں جس کے لیئے آپ کو ملکہ نے منتخب کیا

ہے۔" نگار کا غیر جذباتی انداز سنتے المیرا کھسیانی بلیوں کی طرح مسکرائی۔ کیا وہ واقعی اپنی بہن کو زچ کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی؟

"آپ کا کیا مشورہ ہے میری ملکہ۔" غمار کے اچانک ہی مخاطب کرنے پر وہ کچھ لمحات کے لیے خاموش رہی۔ چہرہ اٹھاتے نظریں دبیر سے ملائیں جو ہاتھ میں تھامی کتاب کو ناخن سے کھرچ رہا تھا۔ دبیر کے تاثرات پڑھنا یوں تھا جیسے کورے کاغذ پر لکھے ہم رنگ حروف۔

لب چباتے اس نے چائے کا آخری گھونٹ لیا۔ سر یک دم ہی چکرایا، کمرے میں حبس بے انتہا تھی۔

www.novelsclubb.com

"بلبل کھڑکی کھول دو!" وہ چھوٹی سی کنیز تعبداری بجالائی۔

"وبا اب تک اور کتنے لوگوں میں پھیل چکی ہے؟" باہر سے آتی ہوا نے کمرے کا ماحول قدرے پرامید بنا ڈالا۔

''تین اور لوگ یہی شکایت لے کر آئے ہیں۔تینوں مرد۔''المیرا کی استہزائیہ آئبرو بلند ہوئی۔

''مطلب یہ وبا صرف مردوں میں پھیل رہی ہے۔''المیرا نے بولنے کے لیئے منہ کھولا جب اس سے پہلے ادوب بول پڑی، ملکہ کو مشیر کی یہ پھرتی راس نہیں آئی۔ انداز تو یہ شاہی طبیب کو بھی نہیں بھایا۔

''کچھ کہہ نہیں سکتے۔''غمار کے تاثرات ہر بار ادوب کے سوال پر ناگوار ہو جاتے۔کمرے میں کچھ پل تک سب اپنے خیالات کے بھنور میں قید رہے۔

''کیا حکم ہے نگار جی!''غمار کی آواز نے خاموشی کو ختم کیا۔جواب کی طلب لیئے نگار نے اپنی بہن کو دیکھا۔المیرا نے ڈرامائی انداز میں گہری سانس لی اور پشت کرسی کے نرم کپڑے پر پھیلا دی۔

''وبا شاید اسی لیئے یہاں پھیل رہی ہے.....(داستانے والی انگلی سے ٹھوڑی پر دستک دی، آنکھیں چھت پر مرکوز رہیں) کیونکہ ایک ہی جگہ میں تین ماہ قید رہنا

اور جسمانی مشقت کم سے کم ہونا مختلف جراثیموں اور کمزوریوں کو دعوت دیتا ہے۔"سب بہت غور سے اسکی دانشمندانا رائے سن رہے تھے۔

"مگر مشقت عورتوں سے زیادہ مرد کر رہے ہیں۔"جہاں ادوب کی انسانیت جاگی وہیں نگار کے ماتھے پر بل پڑے،الجھن سے نہیں،ناگواری سے۔

" وہ اسی مشقت اور مضبوطی کے لیئے بنے ہیں۔"نگار نے یک دم اسے خاموش کرادیا۔

"مطلب؟"ماہِ نگار نے جھریوں والے ہاتھ باہم ملائے۔اپنے سے تین فٹ دور اور آدھی عمر رکھنے والی لڑکی کو دیکھا۔

"مرد کو عورت کی زندگی میں آسائش دینے اور راحت کے لیئے بنایا ہے۔"نگار کی سوچ پر اسے ہنسی کے بجائے افسوس ہوا۔یہ سب وہ اپنے ملک میں دیکھ کر آئی تھی، کیا مصر بھی ان جیسا تھا؟

www.novelsclubb.com

''یہ کس نے کہا آپکو؟''المیرا سامنے ہوتا تماشا خاموشی سے دیکھتی رہی۔

''ہماری روایات ہیں اور.....''

''اور آپکی روایات نہایت یک طرفہ ہیں۔''وہ یک دم ہی بھڑک کر کھڑی ہوئی۔ ''جنس سے پہلے نفس دیکھا جاتا ہے۔یہ سوچ جس کسی کی بھی تخلیق شدہ ہے وہ نہایت ہی انا پرست عورت تھی۔''نگار نے بیزاری سے المیرا کو دیکھا یوں کہہ رہی ہو جیسے اسے چپ کرا لے۔بادل ناخواستہ المیرا نے ہاتھ اٹھاتے اسے روکا۔وہ بولتے بولتے رک گئی۔

''آپس میں اختلافات بس ہمارے دشمنوں کو فائدہ دے گیں، ہمیں نہیں۔''ملکہ کی مسکراہٹ پر ادوب کچھ ٹھنڈی ہوئی البتہ بیٹھی نہیں۔

''ہمارے لیئے کیا حکم ملکہ؟''غمار کو دیکھتے وہ نرمی سے مسکرائی۔

''آپ بہت عظیم پیشہ سرانجام دے رہی ہیں غمار، مجھے غرور ہے اپنی سلطنت پر۔'' سیاہ فام عورت نے مسکرا کر داد وصول کی، دبیر نے پہلو بدلا (ڈرامے باز)۔

''میں الگ سے اپنی مشیران کے ساتھ بات چیت کر کے آپ کو فیصلہ سناؤں گی (المیرا کھڑی ہوئی تو مارے ادب کے وہ بھی بیٹھے نہ رہ سکے) میرے اگلے حکم کا انتظار کریں اور وبا کی کھوج لگائیں۔'' یہ اشارہ تھا کے محفل برخاست کی جائے۔ سب کی تعظیم کا جواب دیتے وہ ایک طرف لگے پردے کو پار کرتی حجرہ میں آگئی۔ (یہ پردے خاص ملاقات کمرہ اور حجرہ کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لیئے لگائے تھے۔)

www.novelsclubb.com

ملکہ کی خواب گاہ پہلے ویران تھی۔ سلیقہ سے سجی چادر اور پھلوں کی ٹوکری ان چھوئی جب ایک دم پیچھے سے آواز آئی۔

''تم کیا کر رہی ہو، بمبل بی؟'' شیطانی مسکراہٹ از خود ہی گول ہونٹوں پر سج گئی۔

پلٹ کر دیکھا تو دبیر سینے پر بازو باندھے کھجوری رنگ کے جلبیہ میں کھڑا اسے نہایت غور سے دیکھ رہا تھا۔

''کہانی بُن رہی ہوں۔'' ہلکی سی ہنسی سمیت وہ اپنے بستر پر پھیل کر بیٹھ گئی۔

''تمہیں یاد ہے نا؟''

''کیا؟'' المیرا کی بھنویں جڑ کر قریب آئیں۔ کچھ ثانیے دبیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

'' یہی کے آخری ماہِ ملکہ جب تاج پہنے گی تو اس پر لگے ہیرے سے نکلتی روشنی مانند ہوتے ختم ہو جائے گی۔'' ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھے اسکا دائیاں پاؤں آگے پیچھے جھول رہا تھا۔

''جانتی ہوں، تو؟''ہونٹوں نے مسکرانا بند نہ کیا اور المیرا جب جب یوں مسکراتی تھی آفت بغیر بتائے آتی تھی۔

''لیکن اسکی چمک مانند تو نہیں دوگنی ہوئی ہے۔''انگلی سے اسکے سر پر موجود تاج کی جانب اشارہ کیا۔''اسکا مطلب تم آخری نہیں۔''

''ہو سکتا ہے، کیا یہ معنی رکھتا ہے؟''ٹانگ مسلسل جھول رہی تھی، گردن پیچھے پھینکی تو مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ نجانے مدہوشی اور طاقت کے کس نشے میں مکمل ڈوبی تھی جو اسے آج دبیر کی اندر تک اترتی نظروں سے بھی الجھن نہ ہوئی۔

''اس کا مطلب تمہارے بعد کوئی اور ملکہ بن سکتی ہے؟''اسکے سوال میں کوئی احساس نہ تھا۔نہ شک، نہ غصہ، نہ کوفت۔

''ہاں تو مجھے کیا۔ہم نے یہاں تھوڑا ہی رہنا ہے۔مجھے کچھ وقت دو تو ہم فرار ہو جائیں گیں۔''

بہت دیر تک وہ خاموش رہا، المیرا کو کچھ کھٹکا تو چہرہ اٹھایا۔ وہ ہنوز اسے ہی دیکھتے آنکھوں سے سوال کر رہا تھا۔

"میں تمہیں جانتا ہوں بمبل بی، تمہیں ہر شے کا لازوال حصول چاہیئے اور اس تاج پر.....اس تاج پر تم کوئی وارث نہیں آنے دو گی۔" دبیر کی یہی تو بات تھی۔ وہ اسکے ناپاک ارادوں کو آنکھیں بند کیئے بھی پڑھ لیتا تھا۔ شدتِ خوشی سے وہ ہنسنے لگی، دیکھتے دیکھتے وہ ہنسی ایک دلفریب قہقہ میں بدلی، قہقہ اتنا اونچا اور اتنا خالی تھا کے سننے والے دہل کر سینوں اور کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے۔

"تم نہیں بدلے پرسوزو۔ تم نہیں بدلے۔" آنکھ کے کنارے آیا آنسو پونچھتے وہ گردن جھکائے ہنس رہی تھی۔

"یہ سب ایک سراب ہے المیرا۔" شاید پہلی مرتبہ تمہیں دبیر السازار کے لہجے میں دکھ سنائی دے گا۔ افسوس ناک دکھ۔

"میں اسے خوبصورت حقیقت کہوں گی۔"

"تم دھوکہ میں آرہی ہو۔" وہ دوبدو ایک دوسرے کو جواب دینے لگے۔المیرا گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے مکمل قد سے کھڑی ہوئی۔اسکے اور دبیر کا قدم برابر تھا۔دو پرانے دوست آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔

"دھوکہ اگر خواب پورا کرتا ہے تو ایسے سو مجھ پر قربان۔" مدھم سرگوشی جو ہسپانوی مرد نے بغیر کسی اظہار کے جوں توں سنی۔

المیرا کی نگاہوں میں لالچ، حرص، خواہش سب گڈمڈ ہوئے حصول کے پیروکار دکھے۔دبیر نے آہستہ سے قدم پیچھے کی طرف اٹھانا شروع کیئے۔وہ صرف تنبیہ کر سکتا تھا ہاتھ پکڑ کر روکنا اسکے اصولوں کے خلاف تھا۔

"تم آگ سے کھیل رہی ہو المیرا۔۔۔اور آگ سے کھیلنے والے ہمیشہ جلتے ہیں۔"

زیبا کی آواز یک دم ہی کہیں سے یاد آئی تو دل بوجھ تلے آگیا۔

"آگ سے کھیلنے والے آگ سے بنے ہوتے ہیں۔" اپنے ہی الفاظ کانوں میں سنائی دیئے تو وہ بوجھ کسی روئی کی گولی سے تبدیل ہو گیا۔

زیبا کے ساتھ جو ہوا وہ اسکے اپنے لیئے غلط فیصلے تھے، سوچ سمجھ کر دوست بناتی تو بے یار و مددگار نہ بچتی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

ماہ ملکہ پر اترنے والی صبح اوس کے ننھے قطروں میں روشنی کا ایک جلترنگ سا سایہ بنا رہی تھی۔ دو تین بگلے بھی آکر اونچے منار پر بیٹھے تھے۔

آج رش اور عجلت بے انتہا تھی۔ بھمن باشا (مصری پ کوب کی آواز سے پڑھتے تھے) کو آنا فانا کل رات یمن کے لیئے نکلنا پڑا۔ ملک میں کہیں آگ لگی تھی جس میں ان کا خاصا نہیں مگر نقصان ضرور ہوا تھا۔

بھاری لکڑی کے ڈبوں کو اٹھا کر لاتے فاطر اسلام کے ہلکے بنفشی رنگ کے جلبیہ کے کف کہنیوں تک مڑے تھے۔ بھورے بازؤں کی رگیں نمایاں اور انگلیاں مشقت کے باعث سرخ پڑ گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

دو بھاری لکڑی کے ڈبوں کو اٹھا کر لاتے اس نے کھلے آسمان تلے رکھا۔ اسکے ساتھ تین چار اور بھی ملازم تھے جو گودام کی صفائی میں مشغول خالی ڈبے آگے پیچھے کر رہے تھے۔

ڈبوں کو نیچے رکھتے اس نے کمر سیدھی کرنے کے باعث ادھر ادھر دیکھا۔جب سامنے ہی اسے گل بیٹھی دکھی۔ہاتھ میں تیر کمان، لکڑی کی کریٹ پر بیٹھی خاموش مگر کچھ متنفر سی۔

فاطر ابوالاسلام گہرا سانس لے کر رہ گیا۔وہ جانتا تھا کل رات اسکے لیئے فیصلہ پر گل ناخوش تھی، تبھی اپنی مشق چھوڑے ایک کونے میں بیٹھی دھوپ سینک رہی تھی۔

خوش تو وہ بھی نہیں تھا، مگر بعض اوقات آزادی کے لیئے انا مارنی پڑتی ہے۔ماتھے پر آئے پسینے کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے دور افق میں پھیلے سورج کو دیکھا۔ سمندر کا اختتام کہاں تھا۔نگاہیں روشن اور جلد جھلس رہی تھی۔وہ کام کی نیت سے اندر کی طرف پلٹا جب ٹھٹک کر رک گیا۔

پیچھے مڑ کر دیکھنے پر اس نے ایک ساتھ تین مردوں کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔ایک خاصے بھاری ڈیل ڈول اور قدرے گنجے سر والا آدمی اور دوسرا کوئی چودہ پندرہ سال کا دبتلا پتلا مگر جوشیلہ سا لڑکا۔

فرہبہ آدمی سمندر کی طرف رخ کیئے کھڑا تھا جبکہ وہ بچہ ڈبوں کو ایک ترتیب سے رکھ رہا تھا۔ فاطر اسلام نے سوالیہ آئبرو اچکائی۔

''ملکہ کے ذاتی خادم ہونا؟'' فرہبہ آدمی کی عمر چالیس کے قریب لگتی تھی۔''

ہاں! کیوں کوئی راز جاننا ہے ملکہ کا؟'' جل کر کہنے پر وہ لڑکا ہنس پڑا۔

فاطر نے اسے الجھ کر دیکھا تو نظریں ملنے پر اس نے بات کی وضاحت دی۔ ''آپ کو ملکہ نے اتنی آزادی کیوں دی ہے؟''

''مطلب؟'' اسے حقیقتاً ان لوگوں کے رویہ کی رتی برابر بھی سمجھ نہیں آئی۔

''پچھلی آنے والی تمام ملکاؤں نے ہمیشہ اپنے زاتی خادموں کو قید میں ہی رکھا ہے۔ وہ جیسے اس ملکہ کا خدمت گزار کم اور پالتو جانور ہوتے، ایسا پالتو جسے وہ اشتعال نکالنے کے لیئے استعمال کرتی تھیں۔ کیونکہ زبان تو ان خادموں کے پاس پائی ہی نہیں جاتی۔'' انکی بات پر فاطر کی کان کی لوئیں تک دھک اٹھیں۔

''وہ ڈرپوک اور بزدل ہونگے، میں ان جیسا نہیں؟''

''فرق تم میں نہیں، فرق ملکہ میں ہیں۔ انہوں نے تمہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔'' فاطر اسلام نے جواب دینے کے لیئے لب وا کیئے جب یک دم اس آدمی کے چہرے پر جیسے بیزاری نے بسیرا کیا۔ نہ صرف اس آدمی کے بلکہ وہ لڑکا بھی فاطر کے رخ پر دیکھتا غصہ سے کچھ بڑبڑایا۔

فاطر نے سوالیہ انداز میں پیچھے دیکھا۔ ان کی حالت ایسی کیوں ہوئی تھی، وہ سمجھ گیا۔

قیدیوں کا نگران ھبتہ اللہ پیچھے سے چل کر آتا ان تینوں کو شریر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ فاطر اندر تک جیسے جل گیا، دل تو بہت کیا اس آدمی کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ دے۔

ھبتہ اللہ انکی ایک طرف سے ہوتا جہاز کے بیچ میں رکا۔اسکے ساتھ آج پھر وہ بگڑی داڑھی والا ملازم عیبک تھا۔ جھک کر گول دروازہ کھولتے وہ لوگ جہاز کے اندر غائب ہو گئے۔

فاطر نے آنکھیں سکیڑتے اس راستے کی سمت دیکھا۔

"یہ قید خانے کی طرف کو لے جاتا راستہ ہے۔"ہ ادھیڑ عمر آدمی بولا۔فاطر کو اس دن جب یہاں سے نکالا گیا تھا تو اسکی آنکھوں پے پٹی بندھی تھی۔یہاں سے نکالتے پہلے اسے ایک غسل خانے لے کر جایا گیا جہاں اس نے کپڑے تبدیل کیئے، حلیہ درست کیا اور پھر اگلی مرتبہ اسکی آنکھیں المیرا عنایت کے سامنے کھولی گئیں۔

اب گولائی میں بنے اس مدفن راستے سے ھبتہ اللہ کی پیروکاری میں تین قیدی آگے پیچھے زنجیروں میں جکڑے نمودار ہوئے۔

"یہ انہیں کہاں لے کر جا رہا ہے؟" فاطر نے قریب ہوتے اس آدمی سے پوچھا۔ بچہ تو البتہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ فاطر کچھ متجسس ہوا۔ (مطلب یہ پلاسٹک کی آنکھ سب کو ناپسند ہے۔)

"یہ تینوں بیمار ہیں۔ ان میں سے دو کو خون کی کمی ہے جبکہ تیسرا دماغی تور پر صحیح نہیں۔"

"دماغی کیا مطلب؟" ھبتہ اللہ ان کے قریب سے گزرا تو فاطر کی نظریں اسکے پاؤں پر ٹھہری۔ سخت بیڑیاں جو چلنے پر آواز پیدا کریں ایڑیوں سے بندھی تھیں۔

"وہ خود سے باتیں کرتا ہے، قریب جاؤ تو بپھر جاتا ہے۔ کئی مرتبہ اس نے قیدیوں پر حملہ بھی کیا ہے۔" فاطر نے درمیان والے قیدی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شب خوابی کی لال ڈوریاں اور چہرے پر ہیبت بے انتہا تھی۔

"ماہِ ملکہ میں آنا تمہارا لیا فیصلہ تھا مگر یہاں سے جانا.....وہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا۔"

یک دم اس بوڑھے قیدی کی بات یاد آئی۔ ''یہ ان کا علاج کریں گیں کیا؟''اس لڑکے نے شکر کا سانس لیا اور ایک بار پھر کام کرنے لگا۔

''علاج کیسا؟''فاطر نے آنکھیں جھپکائیں۔ گل ہنوز بت بنی بیٹھی دور سے فاطر کو کچا چبانے والے انداز میں دیکھ رہی تھی۔ آس پاس سے ایک دم لاتعلق اور بے آشنا۔

''اگر خون کی کمی ہے تو مر بھی سکتے ہیں۔''

''ہاں تو مر جائیں۔''اس آدمی نے اتنے آرام سے کہا جیسے آدمی کے بچے کی نہیں مرغی کے بچے کی بات ہو رہی ہو۔ ''یہاں قیدیوں کے لیئے مشقت اور موت ہے، شفا اور حیات صرف آزاد لوگوں کی دسترس میں ہے۔''فاطر کے تمام الفاظ جیسے کسی نے نچوڑ کر ذہن کو یک دم تاریک کر دیا ہو۔ کیا کہے انہیں کے قیدی بھی انسان ہوتے ہیں یا پھر یہ کے تم لوگوں کے ہاں نوے فیصد قیدی تو مر دہیں۔

فرہبہ آدمی نے ایک طرف رکھی آٹے کی بوری اٹھاتے کمر پر لادی اور جہاز کے اندر چلا گیا۔ فاطر وہیں سورج کی تپش تلے کھڑا ماہ ملکہ کے تضاد پر غور و فکر تھا۔

آخر یہ نظام کس کا تخلیق کردہ تھا؟ کون تھا جس نے ان سب روایات کی بنیاد رکھی۔

یہی سوچتے وہ کام کی خاطر پلٹا جب جسم، جذبات، حتی کے سانس لیتے پھیپڑے اور دھڑکتا دل از خود تھم گیا۔ اسے کسی کی جلتی ہوئی نفرت آمیز نظریں خود پر مرکوز محسوس ہوئیں۔

رخ پھیرے بغیر بھی وہ جانتا تھا کون ہے اور اسے کیوں دیکھ رہا ہے۔ حیرانی نہیں ہوئی، بس ندامت ہوئی۔

نیم رخ پر کھڑے وہ فوراً ہی تیز ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔ یہی فرار کا بہترین طریقہ تھا۔

www.novelsclubb.com

فاصلے پر بیٹھی گل جان نفرت کے ہر رنگ میں ڈوبی اسے قتل کرنے کی نیت سے دیکھ رہی تھی۔

وہ جذبات سے بھاگتا انسان گل جان کو کیسے بتائے اپنے اجلت آمیز فیصلہ پر وہ تاحد شرمندہ ہے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

فاطر اسلام کی پشت کو بنا جھپکے دیکھتے رہنے سے آنکھوں میں نمی آئی تو اس نے بلا آخر گردن جھٹکتے آنکھیں بند کر لیں۔

www.novelsclubb.com

اسے گھن آ رہی تھی، ماہِ ملکہ سے، المیرا سے، فاطر سے۔ کچھ دن پہلے وہ یہاں اپنی بہن کی وجہ سے تھی۔ وہ نہیں مل سکتی تو ٹھیک ہے، گل کو اب واپس جانا تھا۔ پرواہ نہیں تھی کے کیسے جانا ہے بس ایک بے جا ضد تھی کے ابھی جانا ہے۔

اسکی قسمت میں ناامیدی، شکوہ اور مسائل لکھے ہیں تو ٹھیک.....وہ ان کے ساتھ گزارا کر لے گی مگر، اب وہ مزید کسی کے سامنے جھکے گی نہیں۔ کل سے جو ایک توقع تھی کے کوئی اس سے آکر معافی تلافی کرے گا وہ توقع توقع ہی رہ گئی۔

کسی نے جھوٹے منہ بھی اسے نہیں پوچھا، خود غرض کہیں ہے۔

"آپ کی مشق کا وقت ہو گیا ہے محافظ خاص۔"

"مجھے نہیں کرنی تمہاری بیہودہ مشق۔" نروٹھے انداز میں اس نے پیچھے کھڑی کماری کو یوں کہا جیسے وہ ماں ہو اور گل گرمی کی چھٹیوں کے بعد سکول جاتی بچی۔ چٹیا سے نکلتی لٹیں اڑتے ہوئے اسکی گال سے ٹکرا رہی تھیں۔

"ملکہ کا حکم ہے محافظ۔" کماری نے اسی بے لچک لہجہ میں یاد دلایا۔

''اپنی ملکہ کو جا کر بول دو محافظ نے ان کی حفاظت سے انکار کر دیا ہے اب کماری سے کہہ کر اس کی بھی گردن اڑوا دیں۔'' فوج کے سربراہ پر ایک بھی نگاہ ڈالے بنا اس نے جلے کٹے لہجے میں اپنا انکار پیش کیا۔

سنہری زرہ اور چمکتی روشن ٹوپی میں موجود کماری کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ گل مانے گی نہیں مگر یہ انکار کرنا واقعی بہت مشکل تھا۔

تھوڑی دیر بعد سامنے ایک کریٹ کھچنے کی آواز آئی۔ گل نے زرا سی نگاہ اٹھائی تو کماری اس پر بیٹھتے اب اپنی ٹانگ لمبی کر چکی تھی۔ ان دونوں کے علاوہ وہاں سات آٹھ اور لوگ بھی موجود اپنے کاموں میں صرف تھے۔

گل نے رخ تھوڑا مزید موڑ لیا۔ کسی کو تو اچھے سے بتاؤ کہ میں ناراض ہوں۔

کماری نے پیٹھ پر بندھے دستہ سے سے ایک چوڑا اور مضبوط تیر کمان نکالا اور اسے ہتھیلی پر پھلایا۔ کمان کی لکڑی یقیناً بہت نایاب تھی۔

"کبھی کسی کا قتل کیا ہے محافظ ؟" تیر کمان پر نظریں گاڑے یہ ان کی پہلی غیر ضروری گفتگو تھی۔

"میں کماری نہیں۔" کماری نے اسکے طنز پر کوئی ردِ عمل نہ دیا۔ گل کا دل ابھی بھی اس نئے رویہ پر بے لگام دھڑک رہا تھا۔ وہ فاطر نہیں کے انکار کے علاوہ کچھ نہ کہے، المیرا نہیں جو انکار اقرار کے لبادہ میں کرے اور دبیر تو بلکل نہیں جو نہ انکار کرے اور نہ ہی اقرار۔

"خدا تمہیں جہنم میں بھی کماری نہ بنائے۔" لہجہ میں نامکمل ارادوں کی آہ تھی۔ گل سامنے بیٹھی عورت کو سمجھنے کی کوشش میں لگ پڑی۔ چلتی ہوائیں، روشن اوس کے قطرے اور عرشے پر پھیلی افراتفری میں اسے کماری کا وجود رکا ہوا، اندھیرا اور خاموش لگا۔

"تم نے اپنا پہلا قتل کب کیا تھا کماری؟" عینک کے پار آنکھیں چھوٹی تھیں۔

"سات سال پہلے۔" براہِ راست گل کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے اپنا جواب دیا۔

''اور تب سے اب تک کتنوں کو مارا ہے؟''کماری خاموش رہی۔اسکی خاموشی ہی اسکا جواب تھی۔

''سو سے اوپر یا سو سے نیچے؟''گل کے سوال کا جواب اس بار بھی نہ آیا۔خفت ہوتے اس نے منہ پھیر لیا۔

''فوج کے جنگجو بھی بھلا انسانی جسم کو روندھنے سے پہلے سوچتے ہیں۔''حقارت اسکے لہجے کا واحد جذبہ تھی۔متوازی دنیا کیا گل پر اثر کر رہی ہے؟اسکی حساس اور جذباتی فطرت کیا دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے میں بدل رہی تھی۔

کماری نے خود کی وضاحت نہیں دی اور خاموشی اس وقت گل جان کو اپنے گرد چاہیئے نہ تھی۔''ویسے تم سپہ سالار بننے سے پہلے کیا تھی،یقیناً وہ کوئی سپاہی کا درجہ ہی ہو گا۔''ہر سوال کے ساتھ اسکا طنزیہ لہجہ مزید مضبوط ہو جاتا۔(غصہ کرنا ویسے اتنا بھی مشکل نہیں۔)

کماری نے کمان کی مضبوط لکڑی پر اپنے زخمی ہاتھ پھیرے۔وہ انگلیاں قاتل کی انگلیاں لگتی تھیں۔آگے پیچھے ہلتی گل کو اسکی خاموشی بری طرح چبھی۔

"چپ کا روزہ رکھا ہے؟جواب دو نا۔۔۔۔تم کیا تھی ایک قاتل ہونے سے پہلے؟"چلتی ہواؤں نے دونوں کے درمیان دخل اندازی کی۔ایک متنفر شاگرد کے سامنے اسکا خاموش استاد سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"ماں!"وہ ہوائیں ساکن ہوئیں۔"میں قاتل ہونے سے پہلے ایک ماں تھی۔"گل کے کندھے یک دم ڈھیلے ہوئے۔ماتھے پر ڈلے بل آزاد ہوئے۔چلتی ہوا.....کماری کا جواب محفوظ کرتے آگے بڑھ گئی۔ترک لڑکی لاجواب ہوئی تو ایسی کے اب تو نگاہ بھی نہیں اٹھ رہی تھی۔ایک احساس سر اٹھائے اسے اسکی فطرت کے ظالم بدلاؤ پر نادم کر رہا تھا۔

بہت دیر تک وہ نچلے لب کو دانتوں سے کترتے جملے کے الفاظ ترتیب کرتی رہی۔بولنے کی خواہش تھی اور ضرورت بھی مگر کیا بولے اور کیسے بولے یہ سمجھ سے باہر

تھا۔ گل کے پاس الفاظ بہت تھے بس انہیں زبان سے جملہ دینے کی سکت مفلوج ہو گئی۔

"محافظ خاص کو ملکہ اپنے حجرہ میں بلا رہی ہیں۔" بہت دیر بعد ایک سپاہی ان دونوں کے پاس آئی۔ بے اختیار گی میں گل کی نگاہ کماری سے جا ملی۔ کچھ لمحات میں ہی وہ ان کی آنکھوں میں درج اجازت پڑھ گئی۔

محافظ کے لب بھنچ گئے۔ وہ دوبارہ سے اپنے غصہ والے روپ میں آتے کھڑی ہو گئی۔ کچھ دیر پہلے والی گل انکار کر سکتی تھی لیکن موجودہ حالت میں وہ کم از کم اس عورت کو کچھ منع کرنے کی ہمت خود میں نہیں رکھتی تھی۔

گہرہ سانس لیتے وہ اس ملازم کی تقلید میں چلنے لگی۔ کماری کے الفاظ اب بھی اسکے ذہن میں گردش تھے۔

★

وہ کتنی بے بس تھی، یہ اندازہ اسے ملکہ کے کمرے تک جاتے بہت اچھے سے ہو چکا تھا۔المیرا کے شاہانہ کمرے کے باہر کھڑے درباری نے دروازہ کھولتے اسے اندر جانے کا راستہ دیا۔ساری سلطنت تین مہینہ سے خیموں اور بغیر چھت کے سو رہی ہے اور ایک ان کی ملکہ ہے، عیش عشرت میں ڈوبی سب سے بیگانہ۔

گل جان کے لب خود ہی ایک کڑوی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔تاج نے واقعی ہی المیرا کو چنا ہے۔

کمرے کے اندر آتے ہی سب کی نظریں اس پر جم گئیں جو بغیر کسی کی پرواہ کیئے کمرے کے وسط میں رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

بستر کی پائنتی سے لگا کھڑا فاطر اسلام ہونٹوں پر مٹھی رکھے اسکے ٹھنڈے اور خشک انداز پر نہ پریشان ہوا نہ حیران۔وہ اگر ٹھنڈے دماغ سے سوچتی تو فاطر کا لیا فیصلہ سمجھ جاتی۔

www.novelsclubb.com

''آگئی ہوں میں.....سناؤ اپنا اگلا حکم۔''چشمے کے پار اسکی آنکھوں میں آج ہمدردی اور انسانیت جیسے جذبات ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے تھے۔المیرا جو کھڑکی کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی آم کانٹے کی مدد سے کھا رہی تھی اسکو دیکھتے جلانے والے انداز میں مسکرائی۔

گل کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔

''ملکہ کے کندھوں پر نیا بوجھ آگیا ہے۔''ماتھے پر ہاتھ رکھتے ڈرمائی انداز میں کہا۔ گل جو اس سب کے بعد معافی کی توقع میں اتنی اکڑی بیٹھی تھی اب غصے سے کانپنے لگی۔کمرے میں بس ایک واحد دبیر تھا جس نے اسکا لال چہرہ بڑے غور سے دیکھا۔

''اس وبا کا حل نکالنے کے لیئے تم تینوں کو بلایا ہے۔گو کہ میں یہ کام خود بھی کر سکتی ہوں مگر کل تم تینوں سے وعدہ کیا تھا ہم جو کریں گیں.....ساتھ کریں گیں، کوئی کسی سے راز نہیں رکھے گا۔''آم کا ٹکرا منہ میں ڈالنے پر اسکی آواز دب گئی۔فاطر

خاموشی سے دماغ میں مسئلے کا حل بُن رہا تھا جبکہ دبیر کی ساری توجہ متنفر گل جان پر تھی۔

اسکے ناخن کرسی پر لگے کپڑے میں مکمل دھنس چکے تھے۔دانت آپس میں پیوست تھے اور آنکھیں انگارہ۔نیلاہٹ میں سرخی پھیلتی اسے وحشت ناک سا بنا رہی تھی۔

"میں مانتی ہوں ہم زیادہ عرصہ یہاں نہیں رہیں گیں، مگر جب تک ہیں ہمیں ان کے رواج کے مطابق چلنا ہوگا۔کل بھمن نے ماہِ نگار کو معاہدہ کا پیغام دیا ہے، فاطر تم وہیں تھے نا جب یہ سب ہوا۔بتاؤ ان دونوں کو۔" پانی کا گلاس غٹا غٹ اندر اتارتے اس نے آگے کی گفتگو فاطر پر چھوڑ دی۔دبیر سمیت وہ بھی گل کی حالت سے انجان نہیں تھی، بس ایک فاطر تھا عقل کا اندھا جسے اپنے سامنے بیٹھا پھٹنے کے لیئے تیار آتش فشاں نظر نہیں آرہا تھا۔

''لیکن تم اناج کہاں سے لاؤ گی۔آج گودام کی صفائی کے بعد بس 45 فیصد گندم بچتا ہے۔اتنا تو ایک سال کے لیئے کسی بھی قوم کو ناکافی ہے۔''گل نے سفید شرٹ کے اوپری دو بٹن کھول دیئے۔اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی اور سب سے بڑھ کر غصہ کو اندر ہی اندر دبانے میں۔

''ہم اناج نہیں (آگے ہوتے ٹھوڑی تلے ہاتھوں کی پشت رکھی) ہم کہانی بیچیں گیں۔''فاطر اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھتے سوالات کی آندھیوں میں تھا۔المیرا ذو معنی باتیں کرتی تھی اور وہ دوٹوک بات کرنے والا مرد تھا۔

''یہ وبا اس وقت مردوں کو مار رہی ہے۔''

''صرف مرد نہیں۔''دبیر کی آواز پر دونوں نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔''آج پانچ نئے لوگ بھی اسی مسئلے کی شکایت لے کر آئے ہیں۔ان میں سے ایک عورت بھی ہے۔''دبیر بات ان سے کر رہا تھا،دیکھ گل کو رہا تھا۔اب غصہ کر بھی دے عورت۔

www.novelsclubb.com

"کولیٹرل ڈیمج۔" المیرا نے ہاتھ جھلاتے بات ہوا میں اڑا دی۔ دانستہ گل کو دیکھا۔ اسکا آگے پیچھے ہلتا وجود، مسلسل جھولتی ٹانگ اور جبر سے دبے ہونٹ المیرا جانتی تھی اس غصے کو باہر کیسے نکالا جائے۔ انسان کی برداشت اس سے بہتر کون آزما سکتا ہے۔

"آج یہ ترک پارٹی بڑی خاموش ہے، خیر تو ہے گولڈن گرل؟ (گل نے آنکھ کے کنارے سے اسے دیکھا) کہیں تمہارے ساتھ دل دے چکے صنم تو نہیں ہو گیا۔"

کانٹے کی مدد سے آم کے ٹکڑوں کو آگے پیچھے کرتے وہ گل کے غصے کو ہلکی ہلکی جنگاری دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

گل نے جواب نہ دیا بس اسے گھورتی گئی۔ دبیر کے نیم وا انداز میں نہیں سالم نگلنے والے گل کے انداز میں۔

"تمہاری کیا رائے ہے محافظ؟" کمرے میں تناؤ ان دونوں کی الجھتی نگاہوں اور چھپے ہوئے تاثرات کی وجہ سے بڑھنے لگا۔ کچھ محسوس کرتے فاطر نے ہاتھ پہلے ہی دفاعی انداز میں بلند کر لیئے۔

"ویسے یہ وبا زیادہ پھیل رہی ہے تمہیں نہیں لگتا میری حفاظت کے معاملے میں تمہیں سستی اور کاہلی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔" گلاس میں خالص شربت ڈالتے اس نے داستانے والے ہاتھ میں گھماتے بلند کیا۔

"تڑپ..... تڑپ..... کر مرو گی۔" فاطر نے کرنٹ کھاتے اسکے انداز میں چھپی پختگی دیکھی۔ المیرا قہقہ لگا کے ہنسی۔ گل کی برداشت بس یہیں تک تھی۔ اچھل کر اپنی کرسی سے اٹھتے وہ المیرا کی طرف لپکی اور دونوں طرف سے اسکی کرسی پر ہاتھ رکھتے وہ غرائی۔ حملہ اتنا آناً فاناً تھا فاطر اسے روک بھی نہ سکا۔

''تم انسان نہیں حیوان ہو المیرا عنایت محسن۔''اسکا لہجہ کانپا، آنکھوں میں نمی آئی۔

''تمہاری غلامی یہ فاطر اور دبیر کریں گیں مجھے اس بیہودہ عمل کو کرنے کا کوئی شوق نہیں۔''

وہ نہیں جانتی تھی یہ اتنا غصہ کہاں سے آیا تھا۔

یاسمین کے ملنے میں ناکامی کا دکھ، احسان کی لاش کو دیکھ کر کچھ نہ کر پانے کا دکھ، یہاں سے فرار ہوتے وقت المیرا کی دخل اندازی اور اپنے ارادوں کی ناکامی کا دکھ۔

اور دکھ جب حد سے زیادہ بڑھ جائے تو غصہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

المیرا بہت چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ وہ ہنستی شریر المیرا سے مختلف تھی۔

''گل واپس آکر جگہ پر بیٹھو۔''فاطر نے تنبیہ کی۔

"بیٹھوں اور تمہاری طرح عقل شعور اس لالچی کے قدموں میں رکھ دوں۔ پتہ نہیں فاطر اسلام تمہیں کس بات کا خوف لگ گیا تھا جو تم نے بنے بنائے پلین کو لات مار کر اس کی غلامی چن لی۔" وہ اپنی بے بسی پر چلائی۔ دبیر نے اسکے شور سے کانوں میں انگلی دھنس لی۔ "تمہیں لگتا ہے یہ ہمیں بھگائے گی یہاں سے۔ یہ (حقارت سے المیرا کی طرف اشارہ کیا) یہ مفاد پرست عورت ہمیں بھی کل کو مار کے یہاں بیٹھی آم کھا رہی ہو گی۔" المیرا نے معصومیت سے آم کی پلیٹ کو دیکھا۔ اب اس میں بیچارے پھلوں کا کیا قصور۔

"کشتی کے بغیر تم کیا سمندر میں تیراکی کرتے یا کسی شارک کی سواری کرتے لبیا تک جاتی۔" مصر کے مضافات میں اچھے فاطر سے کھڑوس فاطر بننے کا وقت ہوا جاتا ہے۔ "دور دور تک سمندر پھیلا تھا گل بی بی۔ ہمارے پاس سواری نہیں تھی۔ راستہ ہمیں غیر معلوم تھا۔ یہاں طاقت جس کے پاس ہے اگر ہم اسے بتائے بغیر فرار ہوتے تو یہ ملکہ والے ہماری بو سونگھتے پیچھے تک پہنچ آتے۔" گل نے غصے سے

www.novelsclubb.com

رخ پھیر لیا۔ ''اور بلفرض تم بھاگنے میں کامیاب ہو بھی جاتی۔ تو تم بغیر کسی آثاثہ کے لبیا میں اپنی بہن کو کیسے ڈھونڈتی۔۔۔۔''

''مجھے اسے نہیں ڈھونڈنا، مر جائے وہ میری طرف سے۔ مجھے واپس گھر جانا ہے اینڈ دیٹس اٹ۔'' چیختے ہوئے فاطر کی بات کاٹی۔ کمرے میں یک دم ہی سناٹا چھا گیا۔ المیرا نے پلٹ کر دبیر کو دیکھا، دبیر نے کانوں سے انگلیاں ہٹاتے اسے۔ ''یہ اپنی گل جان ہی ہے نا؟'' اشاروں میں پوچھا جس پر دبیر نے کندھے اچکا دیئے۔

''مجھے بے نامی کی موت نہیں مرنا، مجھے گھر جانا ہے۔'' زمین پر بیٹھتے اس نے ہاتھوں کا حصار ٹانگوں کے گرد مضبوط کر دیا۔ یہاں آتے اسے اپنے گھر کی گرمائش، خوشبو، فضا یہاں تک کے دھول مٹی پسینہ سب شدت سے یاد آیا۔ اتنا خیال تو اسے ملک دور رہتے نہیں آیا جتنا جہاں دور ہونے پر محسوس ہوا تھا۔

تھکے قدموں سے فاطر بستر کے کنارے بیٹھ گیا۔ گل بچوں کی طرح ٹانگے سینے سے لگائے فرش کو گھور رہی تھی، اپنے سب سے عظیم مقصد سے دست بردار ہونا آسان نہیں تھا۔ یہ عمل دل کا ایک حصہ کاٹنے جتنا تکلیف دہ تھا۔

''تمہیں یہاں سے نکالنے کے لیئے ہی راستے ہموار کر رہی ہوں۔'' المیرا نے اس پر اسی کی خواہش کا جال ڈالا۔ ''یہاں رہی تو وبا سے ماری جاؤ گی اور اگر ان حالات میں ہم بھاگے تو غداری کی سزا میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گیں۔'' زمین پر اکڑوں بیٹھی گل جان کو سمجھاتے اسکے لہجے میں مٹھاس تھی۔ پرستان کی پری اپنے اگلے شکار پر۔

www.novelsclubb.com

''پھر کیا لائحہ عمل ہے تمہارا؟'' المیرا کی طرف سے پیٹھ کیئے وہ فرش کو گھور رہا تھا۔ ہاتھ میں تھامے گلاس کو گول گول گھماتے اس نے اگلا جال بچھایا۔ ''جانتے ہو بھمن آناً فاناً یمن کیوں گیا ہے؟'' فاطر نے کندھے کے اوپر سے اپنی ملکہ کو دیکھا۔ المیرا کے آبرو استعجاب سے بلند ہوئے۔

''یمن میں یک دم ہی پچیس عورتیں نامعلوم طریقہ سے مری ہیں۔''فاطر اور گل دونوں نے بیک وقت دبیر کو دیکھا۔المیرا نے دبیر کی بات جاری رکھی۔''یہ صرف وہ نمبر ہے جو عام عوام کو بتایا گیا ہے۔ تخمینہ رقم اس سے کئی زیادہ سو سے بھی اوپر ہے۔''جہاں گل کھڑی ہوئی وہیں فاطر اس آفت کا سن کر ششدر رہ گیا۔

''کل جو معاہدہ ہوا ہے۔۔۔۔تم تب وہیں تھے نا؟''المیرا نے پلیٹ خالی کرتے ایک طرف سرکائی۔

''نگار نے وہ معاہدہ نہیں مانا تھا۔۔''

''نہیں مانا تھا، مگر اب مانے گی۔''اپنی کرسی پر پیچھے ہوتے اس نے ہاتھ باندھ لیئے۔

''میرے پاس اسے منانے کے لیے ایک اور کہانی ہے۔''وہ مسکرائی تو آنکھوں کے کنارے چھوٹے ہوئے۔ہونٹوں کے قریب بنتی ہنسی کی لکیریں مزید پھیلیں۔وہ کوئی مجبور شہزادی نہیں ایک شاطر ملکہ لگی تھی۔

(یہ ایک قطار دار میز کا منظر تھا۔ لمبی چوڑی میز کے اعتراف میں بیٹھے وزرا اور مشیروں کی گردنیں اور نظریں سربراہی کرسی پر موجود ملکہ کے رعب اور عزت کی وجہ سے جھکی تھیں۔)

"ہمارے یہاں مردوں کی تعداد کم ہو رہی ہے یمن میں عورتوں کی۔ ہمیں زمین چاہیئے انہیں اناج۔ ضروری تو نہیں ہم انہیں اناج ہی دیں (فاطر کے آبرو استعجاب سے اکٹھی ہوئیں) ہم انہیں اناج بنانے والی بھی تو دے سکتے ہیں۔" ان تینوں کو المیرا کی رتی برابر سمجھ نہ آئی۔

(المیرا ملکہ کے تخت پر بیٹھے ان سب کو اپنی حکمت عملی سے آگاہ کر رہی تھی۔ وہ بول رہی تھی، سب سن رہے تھے۔)

"ہمارے یہاں کھیتی باری کا طریقہ اور سلیقہ عورتیں جانتی ہیں۔ ہم یمن کے بادشاہ کو پیغام بھیجیں گیں کہ ثقافت کو بڑھانے کی خاطر ہم اپنے زرعی راز آپ کو انسان

کی صورت دے رہی ہیں۔" ٹھہر کر تینوں کو دیکھا۔ "ہم اپنی کچھ عورتوں کی شادی ان کے کچھ مردوں سے کروا دیتے ہیں۔۔۔"

(وہاں موجود تمام لوگوں کے چہروں پر کون کون سا جذبہ نہیں ابھرا۔ سوال، رشک، سنجیدگی، ناپسندیدگی، حیرت سوائے ایک چہرے پر.... وہاں اول تھا آخر غصہ رہا۔)

"اس سے ہمیں بے انتہا فائدے ہیں۔ (سنہرے گلاس میں مشروب ڈالنے کی آواز آئی) ایک تو ہمیں زمین مل جائے گی، دوسرا ہمارے پاس سنبھالنے کو لوگ کم ہونگے..... کم لوگ، کم مسائل۔ تیسرا ہمارے تعالقات بہتر ہونگے اور چھوتا اور میرا پرسنل فیوریٹ....." مشروب کا گھونٹ بھرتے وہ ہنسی۔ "ہم ان کی جاسوسی بھی کروا سکے گیں۔"

(ماہ نگار یک دم کھڑی ہوئی۔ المیرا کا مقصد پورا ہوا۔ اسکی بہن ماہ نگار سے ماہ انگارہ بن گئی۔)

''نگار نہیں مانے گی۔''بہت دیر بعد گل جان کی آواز آئی۔وہ اب قدرے سنبھلی ہوئی لگتی تھی۔

''نگار نہیں المیرا ملکہ ہے۔''گلاس کے کنارے داستانے والی انگلی پھیرتے کہا۔

'' لیکن سب یہاں نگار کی سنتے ہیں۔''ایک اور خوف۔

''آج سے المیرا کی سنیں گیں۔''بلا کی خود اعتمادی۔

''اور اگر یمن کا بادشاہ نہ مانا تو؟''گل جان اور اسکے خود ساختہ ڈر۔

''تو میں کہوں گی ہماری گل جان کو اپنے حرم کا حصہ بنالیں۔''وہ ہنسی اور گل جان نے ناک غصہ میں پھلالی۔مسئلہ ہوتا نہیں اس جذباتی کے وسوسے پہلے جاگ جاتے ہیں۔

المیرا نے اب کے فاطر اور دبیر کو دیکھا۔دبیر ہمیشہ کی طرح صمُ بکم مگر فاطر کسی گہری سوچ میں تھا۔المیرا نے مخاطب نہیں کیا۔

"امپرس ہو گیا ہو گا مجھ سے۔" خود پر یقین تو المیرا پر ختم تھا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

راہ میں چلتے کئی ساتھیوں پر آجائے وبال

یا ٹوٹ جائے ملکہِ ماہ کا خود پر افخار

"آپ نے یہ ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ ہم یہ ہونے دیں گے۔یہ ہماری روایات اور یہاں کی موجود تمام عورتوں کی خواہشات کے بلکل متضاد ہے۔(اس جذباتی عورت کے کھڑے ہونے کے انداز سے کرسی ڈھے گئی)۔ہماری اتنے سال یہی روایات رہی ہیں اور آپ چاہتی ہیں کہ جن مردوں نے ہمارے ساتھ غداری کی، جن مردوں کی وجہ سے ہم اپنا ملک چھوڑ کر یوں خانہ بدوشی اختیار کر چکے ہیں ہم انہیں مردوں کو یہ اختیار دیں کہ وہ ہماری عورتوں کو بیاہ کے لیے چنے۔کیا ہمارے سروں پر سینگ نکل آئے ہیں یا ہماری عقل گھاس چرنے چلی گئی ہے۔" نگار کے بلند مضبوط لہجے پر سب کی گردنیں صرف اسی کی طرف بلند تھی سوائے ایک کے۔ المیرہ نہ گھبرائی نہ شرمائی ویسے بھی.....المیرا عنایت محسن گھبراتی کہاں تھی۔

کمال اطمینان سے اسنے نگار کی طرف ٹھنڈی یخ نگاہیں اٹھائیں، وہ اس رد عمل کے لیے تیار تھی۔

"میں جانتی تھی کہ تم کچھ ایسا ہی کہو گی نگار..... لیکن اس وقت ہمیں اپنی روایات اور علم و تعلیم کو پس منظر رکھ کر بھوک، چھت اور ضرورت کو فوقیت دینی ہو گی ۔" نگار نے رخ پھیر لیا۔ "ہمارے بچے یہاں مر رہے ہیں، ہماری عورتیں یہاں بھوکی ہیں۔ کچھ دن تک یہ انسان انسان کا پیاسا ہو جائے گا اور ویسے بھی...." المیرا مسکرائی اور اس مسکراہٹ میں کچھ غیر آرامدہ سا تھا۔ "..... انسان لالچ کا پرستار ہے۔ بھوک نامکمل ہو تو بھائی بھائی کا دشمن اور بہن بہن کے خون کی پیاسی بن جاتی ہے۔"

نگار خاموش رہی۔ ملکہ کا رعب یا ادب تھا کہ وہ کچھ نہ بولی۔ المیرا نے گلہ کھنکار کر موضوعِ گفتگو وہیں سے شروع کیا۔ اس کے بائیں کندھے پر کھڑی گل آج نہ گھبرائی اور نہ ہی اس کے قدم ڈگمگائے، شاید ان تین دنوں میں وہ اتنی بے حس ہو

www.novelsclubb.com

چکی تھی کہ اب ان کی چیخ و پکار اس پر بے اثر تھی۔ المیرا کی گردن بلند ہوئی۔ وہ ملکہ تھی..... اپنے مقام سے باخبر۔

''میں مانتی ہوں کہ جو میرا فیصلہ ہے وہ بہت سی بغاوتوں کو ہوا دے گا، بہت سے لوگ ہمارے خلاف جائیں گیں مگر اس وقت ہمیں قوتِ تنفر کو چھوڑ کر قوتِ فہم سے کام لینا چاہیئے۔''

طنزیانگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھا جو یونہی کھڑی غصہ سے ہنکار رہی تھی اور پھر چہرہ ادوب کی طرف پھیرا۔

''ادوب تم یمن کے بادشاہ کو ہمارا پیغام دو۔ ان کو کہو کہ ہمیں ان کا معاہدہ قبول ہے مگر کچھ شرائط ہماری بھی ہیں۔ اگر وہ ہماری شرائط مان سکتے ہیں تو اپنا سفیر بھیج دیں تاکہ ہم آگے کے عمل کے بارے میں سوچیں اور ماہ ملکہ کی یہ تنظیم آگے بڑھ سکے۔'' کچھ وزراء نے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا،

کچھ نے ملکہ کی بات پر گردن خم کر دی اور کچھ البتہ نگار کی طرفدار تھیں۔ یہ وہیں تھی جو بغاوت کی متمنی تھیں یا وہ جو اپنی روایات کو نہ چھوڑنے کی پابند تھیں۔

المیرا نے ایک دفعہ نگار کو دیکھا یہ اشارہ تھا کہ کیا میری بات تمہیں منظور ہے۔ ”مجھے آپ کے فیصلہ سے اختلاف ہے اور جس کو بھی ہو گا وہ آپ کے خلاف ہی بولے گا۔ مرد...اور... عورت کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ عورت مرد سے برتری کے لیے ہی بنی ہیں۔ “

”مرد اور عورت برابر ہی ہوتے ہیں نگار۔“ ادوب نے اس کی بات کاٹی۔ نگار کو تو جیسے ایک نیا بہانہ مل گیا تھا۔ ”چاہے ظاہری اور ذہنی سطح پر نہیں مگر قوت کو دیکھتے حقوق و فرائض کی برابری دونوں کا حق ہے۔“

ایک ناپسندیدہ نگاہ اپنی ساتھی مشیرِ خاص پر ڈالتے اس نے ہاتھ ہوا میں جھلایا۔ ”تمہارے وہاں ہوتا ہو گا ہمارے یہاں نہیں ہوتا۔ کیا تمہیں مشیرِ خاص اس لیئے بنایا

ہے کے اپنے ملک کی روایات ہماری طرزِ زندگی میں ملاؤ؟''المیرا زیرِ لب مسکرائی۔ لڑائی کرنے اور کروانے کا ٹھیکا ابلیس نے اسے سونپا تھا۔

''جب تم حق کی بات کر سکتی ہو تو میں کیوں نہیں۔'' لمحوں میں کمرے کا ماحول بدلا۔ ''آزادیِ رائے تو سب کے پاس ہے...''

''مشورہ دینے کی آزادی انھیں ہیں جو اس قابل ہوں۔ ہم ہر راہ چلتے کو اٹھا کر شاہی تخت کے دائیں جانب نہیں بٹھا دیتے۔'' ادوب کا سارا اعتماد نگار کے ایک طنز نے جھاگ کی طرح بجھا دیا۔ المیرا کی مسکراہٹ کچھ مزید گہری ہوئی جو نگار کی غصہ سے ہوتیں لال نظروں سے اس نے بچالی۔

www.novelsclubb.com

ادوب پر ایک تنبیہی نگاہ ڈالتے اس نے ملکہ کو تعظیم دی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ المیرا نے نہ اسے روکا اور نہ کسی اور نے اس کو آواز دینے کی جرات کی۔

یہ ملکہ کا ملاقات کمرہ تھا۔ یہاں مشیر خاص کا دب دبا اور رعب کسی کام کا نہیں۔

اپنے تخت کے بازو پر ہاتھ رکھتے المیرا مکمل طور پر کھڑی ہوئی۔ جوڑے سے لٹکتا ریشمی پلوں نیچے بہتا چلا آرہا تھا۔ ''میں ملکہ ہوں اور آپ لوگ میرے وزراء اور مشیر..... میں آپ لوگوں کی رائے کا احترام کرتی ہوں مگر میں آپ کی خواہش کی پابند نہیں ہوں۔ (گل نے آگے بڑھتے اسکا تخت ذرا سا پیچھے کھینچا) میں فیصلہ کروں گی، آپ سے مشورہ لوں گی۔ اگر آپ کے پاس میری تدبیر سے بہتر کوئی نتیجہ یا تجویز ہے تو وہ آپ ضرور دیں ہم اس پر ضرور سوچیں گیں مگر.....'' سب کی نگاہیں اس پر تھیں وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئی۔ ''... آخری فیصلہ ملکہ کا ہی ہوتا ہے۔'' اس نے آخر میں ہر لفظ کو رک رک کر پورے وزن سے کہا۔

www.novelsclubb.com

اپنا لباس سنبھالتے ایک طرف ہوئے تخت کو چھوڑتے وہ اپنے ہجرے کی طرف بڑھی اور گل کو پردہ ہٹانے کا اشارہ کیا۔

''آپ جو کر رہی ہیں ملکہ یہ نہ آپکے لیئے مفید ہے، نہ ہمارے لیے اور نہ ہی اس ریاست کے لیے جو پہلے ہی اپنے آخری کچے ستونوں پر کھڑی ہے۔'' المیرا نے

گردن پھیر کر نہایت آرام سے طبیب اول غمار کو دیکھا۔ ملکہ کی چھوٹی آنکھوں میں کوئی نفرت، غصہ یا غرور نہیں تھا۔ وہاں وہی طنزیہ، شرارتی مسکراہٹ تھی جو المیرا کی وجہ شہرت تھی۔ غمار البتہ سخت، متوازن نظروں سے اس کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے سالم نگل جائے گی۔

"کوئی آپ کا ساتھ نہیں دے گا۔" المیرا نے کچھ دیر نظریں ملائی رکھیں۔

"تو پھر تم ملکہ بن جاؤ۔" بڑے نزاکت سے اپنا پلو آگے کرتے کہا اور کمرے سے ایک طرف ہٹائے ہوئے پردہ کے ذریعہ باہر نکل گئی۔ ملکہ جا چکی تھی اور یہ اشارہ تھا کہ تم بھی اب اپنا راستہ ناپو۔

www.novelsclubb.com

★

پانچ سال قبل، ماضی

اس سارے واقع کے بعد جیسے المیرا نے دبیر السازار کو کوئی اونچی ہستی مان لیا تھا۔

اس کے آگے پیچھے پھرنا(برداشت آزمانا)،اس سے بلاضرورت باتیں کرنا(اپنی)اوراس سے بے وجہ ملنا(تنگ کرنا)سب جیسے المیرا کی زندگی کا مقصد بن گیا تھا۔

نازیہ کا والٹ سمیت فون اس رات پارٹی میں چوری ہوا تھا۔کوئی نہیں جانتا وہ میسج کس نے کیئے تھے۔المیرا کو نازیہ کا یقین نہیں تھا مگر اس نے معاف کر دیا۔اب معاف نہیں کرے گی تو اسکے خرچے کون اٹھائے گا۔

سارے ڈپارٹمنٹ میں اب جیسے وہ پسندیدہ موضوع بن چکی تھی۔کسی کو یاد نہیں سالگرہ کی تقریب کس کی تھی سب کو جاننا تھا تو بس اس تقریب کی سٹار کون تھا۔

ہرش کی لائم لائٹ چراتے اس سے بدلہ پورا ہوا۔

وہاں پولیس کو لانے والا فاطر ہی تھا جسے کچھ لوگوں نے ٹپ دی تھی کے یونی ورسٹی میں ڈرگز آگے پیچھے ہو رہی ہیں اور ہرش کی پارٹی پر بیچنے والا موجود ہو گا۔

فاطر کا پہلا شک المیرا پر نہ جاتا تو کس پر جاتا۔ بندی سب کو جانتی تھی، کلاس سے آدھی دیر غائب رہتی تھی اور اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی (آخری والی وجہ باقی دونوں پر بھاری تھی)۔ انصاف کی جڑوں میں جکڑے اس نے وہ معلومات پولیس تک پہنچائی اور اسکا شک درست نکلا۔

انہیں دنوں وہ جاب کی تاک میں تھا۔ یہ پڑھنا پڑھانا اس کے بس سے باہر کی چیز تھی۔ اگر آج اسکے والد لاپتہ نہ ہوتے تو اسے کبھی یوں اپنی پہچان بنانے کے لیئے دھکے نہ کھانے پڑتے۔ بیٹھے بٹھائے حلوہ چاہیئے تھا اس آدمی کو جو اسے اس خبر نے دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

المیرا کو لگ رہا تھا فاطر نے اپنا نام بنانے کی خاطر اسکے نام پر کالک ملی ہے جب کے حقیقتاً فاطر نے وہی کیا جو وہ کسی کے ساتھ بھی کرتا خواہ سامنے والا المیرا ہو یا کوئی اور۔

نئ دشمنی کے ساتھ کچھ نئ دوستیاں بھی پرواز میں تھیں۔المیرا کا دبیر اب سے نیا بیسٹ فرینڈ بن گیا۔لوگ اب مزید اسکی طرف مائل ہوتے تھے اور فاطر اسلام اسکی رہائی پر دل ہی دل میں گھائل۔

"تم نے المیرا کی مدد کیوں کی دبیر؟"کلاس روم کے باہر سے گزرتے بمبل بی کو اپنے نام کی پکار پر گوسپ کے سگنلز ہرے ہوتے ملے۔

خالی کاریڈور میں موجود کلاس روم کا آدھا دروازہ وا تھا۔دور پوڈیم پر کہنی کے بل کھڑے فاطر پہلی نشست میں بیٹھے دبیر کو دیکھ رہا تھا۔فاطر کی گھڑی کا ڈائل روشنیوں تلے چمک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جہاں تک میں نے تمہیں ان چھ ماہ میں دیکھا ہے تمہاری اس سے دوستی تو نہیں اور نہ تم خدمتِ خلق کے جذبہ سے مالا مال ہو۔پھر مدد کی وجہ؟"المیرا دروازے کی دراڑ میں سے دبیر کی پیٹھ دیکھ سکتی تھی۔سفید پرنٹڈ شرٹ پر پہنی سیاہ آگے کو کی پی کیپ(شکر ہے گنجے نے گنج تو چھپائی۔)

دبیر خاموش رہا تو فاطر اسلام نے نومولود سوال کیا۔ ''تمہیں کسی نے اسکی مدد کرنے کو کہا تھا کیا جان پہچان تو ویسے بہت ہے اسکی۔'' اپنے استاد کے طنز پر المیرا نے مٹھیاں بھنچ لیں۔

''آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟'' دبیر کے براہِ راست سوال پر فاطر سٹپٹایا۔ کچھ سیکنڈز الفاظ جمع کرنے میں لگ گئے اور پھر یک دم ہی جیسے دبیر کے لیئے موجود ہمدردی المیرا کے تذکرے پر نفرت میں بدلی۔

''مجھے تمہاری فکر ہے۔ وہ اچھی لڑکی نہیں ہے دبیر..... اس سے دور رہو۔'' دبیر نے جواباً پینٹ کی جیب ٹٹولتے ایک سیگریٹ اور لائٹر نکالا۔

''میرے باپ مت بنو سیدی (صاحب)۔'' فاطر کے ماتھے پر بل پڑے۔ وہ بھی کس اچھے لڑکے کو سمجھا رہا تھا۔

کچھ دیر دونوں میں خاموشی رہی۔ فاطر کے ذہن میں بس ایک آخری سوال تھا۔ جو اسکے نزدیک مدد کی سب سے واہیات وجہ ہو سکتی تھی۔

"کہیں تم اسکو...پسند تو نہیں۔"

"میں تمہارے حق پر ڈاکا نہیں ڈالونگا سیدی۔" اس سے پہلے کے فاطر دبیر کی بات پر تبصرہ کرتا۔اچھے لڑکے نے سیگریٹ لبوں سے نکالتے گردن پیچھے گرائی اور دھواں کا مرغولہ فضا میں خارج کیا۔فاطر نے ناک رومال سے ڈھک لی۔

دبیر سیدھا ہوا اور کھڑے ہوتے لائٹر جیب میں ڈال دیا۔"وعدہ کرتا ہوں عام سیگریٹ ہے۔چرس نہیں ملائی آج۔" بنا اپنے استاد کو دیکھتے اسکا رخ اب باہر کی طرف تھا۔

المیرا ایک دم دیوار کی چوکھٹ میں چھپ گئی جب فاطر نے دبیر کو پیچھے سے پکارا۔ آدھ کھلے بھورے دروازے کے کنڈے پر ہاتھ رکھے وہ ہونٹوں میں دبے سیگریٹ کے ساتھ پیچھے دیکھ رہا تھا۔

"میں دوبارہ کہہ رہا ہوں السازار.....المیرا سے.....دور رہو۔" فاطر نے ڈائل والے ہاتھ سے پوڈیم پر دستک دی۔"اسکے ہاتھوں میں چیز بستی نہیں اجڑتی

ہے۔" چمکتی نگاہوں کا بھورا پن ارد گرد کی اشیاء کے ساتھ میل کھاتا تھا۔ دبیر کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، سیگریٹ کا سنہری شعلہ کچھ کم ہوا تو انگلیوں کی مدد سے اس لعنت کو لبوں سے جدا کیا۔

دروازے سے باہر نکلتے وہ سیگریٹ کا دھواں کمرے میں چھوڑنا نہ بھولا۔

★

پانچ سال بعد، حال

مشیرِ خاص کے کمرے میں آج ایک طوفان آیا ہوا تھا۔ ہر چیز اس کے عتاب کا نشانہ بنے تہس نہس ہو رہی تھی۔ "کہاں تھی تم جب اس نے یہ سب کچھ کیا۔" چاندی کے تھال کو زمین پر پھینکتے وہ بولی نہیں دہاڑی تھی اور اس دہاڑ کی کو سنتے بلبل واضع سر تا پیر کانپی۔ "تمہیں میں نے اس کی جاسوسی کے لیے رکھا تھا۔ اس پر نظر رکھنے، نگرانی کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہاں تھی تم؟" بلبل کے لب واضع پھڑ پھڑائے

آنکھیں ملانے کی ہمت خود میں نہ پا کر اس نے نظریں جھکائی رکھی، ٹھوڑی گردن سے جا لگی۔

کمرے کے ایک کونے میں موجود ھبتہ اللہ چبھتی نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ ''کیا تم اب مجھے جواب دو گی؟ ''

بلبل نے آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے نہایت آہستہ اور باریک آواز میں کہا۔

''وہ مجھے کمرے سے نکال دیا کرتی تھیں اور اگر میں ان کے خلاف جاتی تو وہ ملکہ ہونے کا پورا حق اٹھا کر مجھے مروا بھی سکتی تھیں۔''

''تو تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ اس سب کے بعد میں تمہیں زندہ چھوڑوں گی۔'' نگار نے طنز نہیں کیا، نگار نے اعلان کیا۔ چبھتا ہوا لہجہ جس پر ھبتہ اللہ نے گردن حقارت سے پھیر لی۔

''مجھے نہیں علم تھا کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔ وہ اپنے ساتھ تین ان لوگوں کو بھی رکھ لیا کرتی تھیں اور مجھے کمرے کے باہر سے کھڑے ہو کر بھی آواز واضع نہیں آتی

تھی....."ابھی اس کا جملہ درمیان میں ہی تھا کہ یک لخت نگار کا بھاری ہاتھ اس کی گال سے ٹکرایا۔ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے وہ زمین پر جا گری۔ نہ ہی ھبتہ اللہ گھبرایا اور نہ ہی نگار کو رحم آیا۔

بلبل گال پر ہاتھ رکھے اب ہلکا ہلکا لرز رہی تھی۔ "تمہیں میں نے ایک کام کہا تھا، ایک کام اور تم سے وہ ایک کام بھی نہ ہوا۔ (دھیما، چبتا انداز) اب اس بکھیرے کو کون سمیٹے گا..... تم، میں یا یہ؟" اس نے ھبتہ اللہ کی طرف اشارہ کیا جس نے آگے سے دفاعی طور پر ہاتھ پہلے ہی اٹھا دیے کہ "نہ بہن مجھ سے تو تم امید ہی نہ رکھو"۔ بلبل نے جواب نہیں دیا۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں خاموشی چھا گئی لیکن اس خاموشی میں بھی نگار کا تنفر، اس کا غصہ اور اسکی بے چینی بن آواز کے گونج رہی تھی۔

بلبل سے پیٹھ موڑتے وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتی کمرے کے درمیان میں جا کھڑی ہوئی۔

''اب کیا کرنا ہے نگار؟'' یہ ھبتہ اللہ نے اس کی پیٹھ کو دیکھتے کہا لیکن آج اس کے لہجے میں کچھ واضع الگ تھا۔ کیا تھا وہ کوئی بھی سمجھ نہ پایا۔

نگار اب انگلیاں چٹختے ہوئے اپنے نگینوں سے لیس ہاتھ ملا رہی تھی۔ گہرے سانس باہر نکالتے ہوئے اس کے کندھے اکڑے ہوئے اور گردن کی نسیں نمایاں تھیں۔ بلبل اب اک کونے میں بیٹھی اگلے تھپڑ کے انتظار میں تھی یا پھر موت کے۔

''جو کرنا ہو گا....وہ اب میں خود کرو گی۔ ماہِ ملکہ کو سہاروں کی ضرورت نہیں۔

''نگار نے سخت لہجہ اور تنبیہ انداز میں اعلان کیا۔ یہ بس ھبتہ اللہ جانتا تھا کہ جب وہ یوں اکڑ میں آ جاتی تھی تو آگے کیا ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

★★★★

باب خادم

وہ چاروں ایک مرتبہ پھر اکٹھے ہوئے۔بس اس بار مقام مختلف تھا کیونکہ منصف کا دفتر ملکہ ماہ کی شان کے لیئے چھوٹا تھا۔

"اب کوئی مجھے بتائے گا ہم نے اس کی بات کیوں مانی ہے۔" یہ جہاز کی اختیار گاہ تھی جہاں پر موجود انسان جہاز کی قیادت کرتا تھا۔جہاز کے جھنڈے گرائے تھے تاکہ وہ سمندر کے ایک گم نام کونے میں باآسانی ٹھہر سکے۔

"اچھا بھلا ہم یہاں سے بھاگ سکتے تھے۔اب ایک یہ وبائی مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔سوچا ہے تم دونوں نے اگر ہم زمین پر پہنچ گئے تو بھاگنا زیادہ مشکل ہو گا۔"

کھلے ہوئے نقشے کے سامنے کھڑے فاطر اور دبیر سے مخاطب ہوتی عام لباس میں گل کا لہجہ بے بس اور بیزار تھا۔پیچھے المیرا جہاز کی رہنمائی والے سامان کے سامنے آرام دہ کرسی پر ہاتھ میں نشانہ لیئے بیٹھی تھی۔

دبیر اور فاطر خاموش رہے۔ سنہری روشنی بھورے نقشے اور اس پر موجود مہروں سے ٹکراتی ان کے چہرے پر آ رہی تھی۔ گل کا غصہ اب قدرے کم ہو چکا تھا۔

"زمین پر پہنچ کر ہی ہم باآسانی یہاں سے نکل سکتے ہیں۔" اس نے اپنا بازو نشانے کی خاطر زرا پیچھے کیا۔ سیاہ کا فتان پھسلتا ہوا کہنی تک جا پہنچا۔

"ان کو بے وقوف بناؤ جن کے سروں پر سینگ ہیں۔ میں الحمدللہ بارہ سینگا بننے سے محفوظ ہوں۔" خاموش کھڑے ان دو مردوں کو دیکھتے گل چبھتی لہجہ میں کہتی صوفے پر بیٹھ گئی۔ المیرا بے اختیار ہنسی اور ایک آنکھ بند کی۔ سامنے لکڑی کی دیوار پر سیاہ کپڑے پر سفید دائرے بنے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بات بات پر روٹھ جاتی ہو تم آنسہ۔ ایسے کیسے ہماری دوستی چلے گی؟" نشانہ ہاتھ سے چھوٹا اور سیدھا کپڑے کے ایک قدرے بے ڈھنگے کونے میں لگا۔ ان دونوں کو اگر تم نظرانداز کرو تو دیکھ سکو گے فاطر کس طرح خاموشی سے نقشے کو دیکھ رہا ہے۔

دبیر کافی دیر سے اسکی یہ خاموش کیفیت پر غور کر رہا تھا۔

''ہمیں یہاں آئے کتنے دن ہو چکے ہیں، اندازہ ہے؟'' گل کے تیکھے لہجے پر دبیر نے جواب دیا۔ نظریں فاطر پر ہی پیوست تھیں۔ ''آج پانچواں دن گزر چکا ہے۔''

گل کا تو دل جیسے اچھل کر حلق میں آ گیا ہو۔ سینے پر ہاتھ رکھتے اسکی بے یقینی عروج پر تھی۔

''ہم جس دن آئے تھے تب ہمارے ٹرپ کی چوتھی رات تھی مطلب ٹرپ چھ دن باقی تھے۔'' المیرا ٹھوڑی پر دستک دیتے دور خلا میں دیکھ رہی تھی۔ ''اور اگر دنوں کے حساب سے اندازہ لگایا جائے تو کل آخری دن ہو گا..... جہاز اپنے واپسی کے سفر پر ہو گا۔'' فاطر کی نگاہیں نقشے پر پھیلے ایک مہرے سے دوسرے کی طرف بھٹک رہی تھیں۔

''ہم دونوں دنیاؤں کے اوقات کا موازنہ نہیں کر سکتے۔'' دبیر نے المیرا کو جواب دیا اور تبھی بے لچک انداز میں میز کے دوسری طرف موجود مرد سے سوال بھی کیا۔

''کیا سوچ رہے ہو سیدی؟'' دونوں کی گردنیں جھکی تھی جب نظریں بلند کیں۔ فاطر اسلام نے جواب نہ دیا۔ اسکی اس گومگو کیفیت پر المیرا اور گل بھی ٹھٹکیں۔

اپنا کافتان سنبھالتے وہ اس نرم کرسی سے اٹھی۔ سینے پر بازو باندھے قدم قدم لیتی میز کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ دبیر کی طرف پیٹھ، فاطر کی طرف چہرہ۔

''نیا ملک بنانے کا خواب دیکھ رہے ہو کیا؟'' زرا سا جھکتے المیرا نے فکر مندی سے آنکھیں جھپکائی۔ سیاہ جلبیہ والے مرد نے چہرہ نہیں اٹھایا بس نظریں سیاہ کافتان والی کی طرف پھیر لیں۔

''تم ہمیں کس طرح یہاں سے نکالو گی؟'' المیرا کا پر اعتماد وجود اسکی بے اعتماد نظروں تلے کمزور ہوا۔ بس ایک فاطر ہی تھا جو اس پر سکونی کے ڈھانچے کو بے سکون کر سکتا تھا۔

''تمہیں مجھ پر اعتماد ہونا چاہیئے ابولاسلام۔'' ہمیشہ کی طرح موضوع بدلا۔ ''اور اگر اعتماد نہیں تو کم از کم خوف۔۔۔ ''

''تمہارے پاس کوئی پلان نہیں ہے نا؟''المیرا کی بات کاٹتے عام سے لہجے میں کہا۔ دونوں ہی روشنی کے آدھے رخ پر تھے۔دونوں کی ایک آنکھ کا رنگ اس وقت ایک سا تھا۔دونوں ہی اصلیت سے واقف تھے۔

''تمہارے پاس پلان نہیں ہے تو مجھے بتا سکتی ہو۔ہم اس وقت ایک ٹیم ہیں۔میں تمہاری مدد کرنے سے انکار نہیں کرونگا۔''المیرا نے چہرہ پھیر لیا۔فاطر اسلام کی اچھائی اسکا جھوٹ پگھلا دے گی۔کیوں وہ ہر بار اسکے کہانیوں سے بنائے گھر کو گرانے آجاتا تھا؟

''مجھے نیند آرہی ہے۔(کچھ دیر بعد کہا)میں سونا چاہتی ہوں۔''

''تمہاری کہانیاں ہر جگہ کام نہیں آسکتیں ملکہ۔''سیاہ کافتان والی لڑکی میز سے ٹیک ہٹاتے رک گئی۔اسکو براہ راست دیکھتے فرنچ کٹ دھاڑی والے مرد کی آنکھوں میں پہلی بار کوئی عزت دار جذبہ تھا۔۔۔۔ملال اور ہمدردی کا۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے ایک لمحے کو سوچا اس گھر کو گرا کر انہیں بتا دے۔ ''ہاں! کوئی لائحہ عمل نہیں۔ مجھے بس سہارے چاہیئے تھے سو تم لوگوں کو پاس رکھا۔ مجھے اکیلا رہ جانے سے خوف آتا ہے۔'' مگر سالوں کی محنت سے بنایا گھر انسان ایک لمحے میں تو نہیں نا توڑتا۔

کچھ بھی کہے سنے بغیر وہ گل کو اشارہ کرتی دروازہ کی طرف بڑھ گئی۔ بالائی عرشے میں وہ دو مرد اکیلے رہ گئے۔

★

چھٹا دن اور صبح کی بے ہنگم رونق۔ دیکھتے ہیں آج یہ دن کس بات کی نوعید سناتا ہے۔

گے لی (کھانا بنانے کا مقام) میں بیٹھے فاطر اسلام نے نان سالن میں ڈبویا تو چہرے کے زاویہ بگڑ گئے۔ ایسا لگ رہا تھا پاپڑ کو پانی سے بھگویا ہو۔

کراہتے ہوئے اس نے ناشتہ ہاتھ سے پیچھے دکھیل دیا۔ چھوٹے سے میز کے اطراف بیٹھے باقی دونوں مردوں نے اپنے کھانے سے ہاتھ روکتے اسے تعجب سے دیکھا۔ (یہ کل والے ہی دونوں لوگ تھے۔)

"یہ سالن ہے یا پانی میں گھلے مسالے۔" سامنے بیٹھے دونوں مردوں کو نخرے یوں دکھا رہا تھا جیسے وہ بادشاہ ہو اور باقی دونوں اسکے ملازمین۔ کوئی اس سابقہ اینکر کو بتائے کہ وہ سسرال میں نہیں بیٹھا۔

نروٹھے انداز میں اس نے ساتھ رکھے مٹی کے برتن سے گلہ ترکیا۔

"تم آج تو ناشتہ نہیں کر رہے، روز یونہی ملتا ہے۔" ادھیڑ عمر نجم نے نوالہ منہ میں ڈالتے اسکو یاد دہانی کروائی کے یہ سسرال تو چھوڑو اسکا میکہ بھی نہیں۔

"اگر روز یہ پتلا پانی ملتا ہے تو آگے بھی کیا یہی ملے گا۔" لکڑی کی میز پر کہنیاں جماتے وہ قدرے آگے ہوا۔ ارد گرد لوگ اب ناشتہ سمیٹ رہے تھے۔ باہر تمام

عورتیں اپنا پیٹ بھرتی اب کمروں کو جا چکی تھیں بس یہ مرد ہی تھے جن کا ابھی ناشتہ نیچے ہوا نہیں دوپہر کے سالن کی فکر پہلے لاحق ہو گئی۔

"اور ہم یہ چوری چھپے کیوں کھاتے ہیں؟ باہر سب کے ساتھ بیٹھنے پر کیا انہیں برص ہو جائے گا یا پھر ہمیں اچھوت؟" ارد گرد کی مصروفیات پر اب نظر دوڑاتے اس نے نجم سے سوال کیا۔

"انکی روایات ہیں یہ..... مرد عورت کا پیٹ بھرنے کے بعد کھائے گا۔"

"کیوں ہمیں ہاضمے کا مسئلہ ہے؟" نجم نے اسکی بات پر ناشتے سے ہاتھ روکتے اطمینان سے دیکھا۔ "ہو سکتا ہے ماضی میں ہوں جب یہ طور طریقے بن رہے تھے۔"

"ماضی کے طریقے کو حال میں بے وقوف استعمال کرتے ہیں۔ ہم کچھ بدل بھی تو سکتے ہیں نا!" نجم نے کوئی جواب نہ دیا تو فاطر نے چہرہ پھیرتے اس نوجوان کو دیکھا۔ اینکر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ یوں کھانے سے انصاف کر رہا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا جیسے برسوں کا بھوکا ہو۔ فاطر کی حیران نگاہیں خود پر پاتے اس نے سالن سے بھری گالوں سمیت آئبرو اچکائیں۔

"یہ تمہیں.....مزے دار لگ رہا ہے؟" فاطر نے انگلی سے کھانے کی جانب اشارہ کیا۔

"مزے کی پرواہ کسے ہے۔ پیٹ بھر رہا ہے یہی بہت ہے۔" بات کے اختتام میں اس نے پانی کا گھونٹ بھرا۔ "نہیں کھانا، تو کھالوں؟" اس سے پہلے کے فاطر اجازت دیتا وہ خود ہی اسکے ناشتہ کی طرف ہاتھ بڑھا چکا تھا۔

اسکو یوں پیٹ بھرتا دیکھ کر فاطر کو اپنا معدہ خالی ہوتا محسوس ہوا۔

"تمہیں آگے بھی یہی سب ملے گا، بہتر ہے عادت ڈال لو۔" نجم نے نہایت عام سے لہجے میں کہا۔ "نہیں بھائی، اسکو تو پھر بھی پچھلے خادموں سے بہتر سہولیات مل رہی ہیں۔" یونس کو بے اختیار اچھو آیا تو بات بیچ میں روکی۔ "یاد ہے جو ہم نے اس کتاب میں پڑھا تھا، وہ دسویں ملکہ ماہ کے دوسرے خادم کے بارے۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاطر اب بڑے غور سے اسے سن رہا تھا۔ ''اسکی ملکہ نے اسکا ایک بازو کٹواتے اسی کی گردن میں لٹکا دیا۔(فاطر کو ابکائی آئی)اور وجہ بھی کیا، تم نے میرے جوتوں کو صحیح سے صاف نہیں کیا۔'' وہ روشن آنکھوں والا لڑکا جہاں ہنسا وہیں فاطر اسلام نے اس ظالمیت پر اپنے بازوؤں کو دیکھا۔ کہیں المیرا۔۔۔۔اس نے فوراً اپنے بازو ہاتھوں سے ڈھک لیئے۔استغفر اللہ!

پسِ منظر میں برتن ٹکرانے، لوگوں کا ایک دوسرے کو مخاطب کرنا اور پانی بہنے کا شور تھا۔ ''اور پھر وہ ساتویں ملکہِ ماہ کے چھٹے خادم کا قصہ بھی تو زبانِ عام ہے۔'' ناشتہ ختم کرتے وہ اس چھوٹی کرسی پر پیچھے ہوا۔ نجم ایک خاموش مگر اچھا سامع تھا۔ ''انہوں نے اپنے خادم کو تپتی دھوپ میں کھڑا کرتے کوڑے پڑوائے تھے۔'' فاطر خود کو اب اس جگہ تصور کرنے لگا۔ وہ تپتی دھوپ میں بندھے ہاتھوں سے کھڑا، پسینا اسکے وجود پر بغیر کرایہ دیئے قیام کر رہا تھا۔ سامنے المیرا بڑے مزے سے اسے پٹتا دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے یک دم جھرجھری آئی۔یونس ابھی بھی کچھ بول رہا تھا جب اس نے لہجہ حتی المقدور قابو رکھتے سوال کیا۔"یہ سب تمہیں کیسے معلوم۔"ہاتھ میں پکڑے پانی کے مٹکے پر انگلیاں پھیرتے اس نے یونس کو آنکھ کر کنارے سے دیکھا۔اس لڑکے کے چہرے کی چمک ابھی بھی نہ بجھی۔

"بھائی، ہم جب یہاں پھسنے تھے تو میں نے سب سے پہلے یہاں کی شاہی کتب خانے میں چھاپا مارا تھا۔اور سونے پر سہاگہ یہ نجم بھائی.....جنگ سے پہلے ایک معلم ہوتے تھے۔آسانی سے داخلہ مل گیا۔"فاطر کچھ الجھا۔

"کونسا کتب خانہ؟"یونس اب کرسی سے کھڑا ہوتے برتن سمیٹ رہا تھا۔

"سب سے پہلی منزل پر ہے۔اقامتہ کے قریب۔اسکی چابی شہزادی عابیل کے پاس ہے۔"فاطر جو بڑے غور سے سن رہا تھا آخری کے جملے پر ٹھٹکا۔

"وہ غدار شہزادی؟" گفتگو میں یہ پہلا لمحہ تھا جب نجم نے گردن جھٹکے سے اٹھاتے اسے دیکھا۔ فاطر کو لگا اس نے شاید کچھ غلط بول دیا ہے تبھی یونس نے اسے عجیب تاثرات سے دیکھا تھا۔

"انہوں نے غداری کر کے بہت سی جانیں بچائی ہیں۔" یونس کے لہجہ کی کھنک اب سنجیدگی سے تبدیل ہو چکی تھی۔ وہ سب انگریزی میں بات کر رہے تھے۔

فاطر نے حقارت سے گردن پھیر لی۔ "غدار غدار ہوتا ہے۔ اسکا کوئی عمل سہل یا سہولت کے دائرہ میں نہیں آتا۔" اپنی فطری عادت سے مجبور وہ شاید کچھ الٹا سیدھا بول گیا تھا۔ غصہ سے دیکھتے یونس کے مقابلے میں نجم کا انداز کافی خاموش تھا۔

"یہ سب باتیں کھلے عام مت کہا کرو خادم، کل کو تمہارا قصہ بھی کوئی راوی ظلم کی داستان بنائے قلم کر رہا ہو گا۔" اپنے برتن سمیٹتے وہ عینک والا معلم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ فاطر کی گھنی بھنویں واضح الجھن سے جڑی تھیں۔ اب اس نے ایسا بھی کیا بول دیا۔

وہ دونوں مرد اب ایک کونے میں رکھے دھلے برتنوں کے قریب بیٹھے اپنے بھی برتن دھونے کی تیار کر رہے تھے۔

"ویسے....." کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا۔ "کچھ عجیب بات نہیں۔ایک پرائے ملک کی پرائی شہزادی تم لوگوں کے کتب خانے کی نگران ہے۔" مٹکے پر تراش شدہ چاند ستاروں پر انگلی پھیرتے اس کی نگاہیں جھکی تھیں۔

"کیا مطلب؟" یہ سوال برتن دھوتے یونس نے کہا۔ نجم اسکے مقابلے میں کم گو سلجھا ہوا انسان تھا۔

www.novelsclubb.com

فاطر نے کندھے اچکاتے پانی کا آخری گھونٹ بھرا۔ "یونہی حیران کن بات ہے۔ کتب خانے تو رازدار ہوتے ہیں۔ایک انجان ملک کے باسی کو آپ صدیوں کے راز کیسے تھما سکتے ہیں۔" بہتے ہوئے پانی تلے اسکے ہاتھ اب رکے تھے۔اس نے تو کبھی اس نہج پر غور ہی نہیں کیا۔عبیل کی اتنی عزت اور رتبے کے آگے کسی کی جرات

نہیں ہوتی تھی پلٹ کر سوال کرنے کی۔اور جرات مند تو فاطر اسلام پہلے سے ہی تھا۔

"سوچنے کی بات ہے، کتابوں کی نگرانی تو اسکو دینی چاہیئے جو کتابوں اور علم کی قدر کرنا جانتا ہو۔"اس بار فاطر نے نگاہیں اٹھائیں۔کرسی پر ٹیک لگاتے اس نے ایک گھٹنے پر دوسرے کا پاؤں رکھا۔"اب نجم کو ہی لے لو۔اس سے بہتر امید وار اور کون ہو گا۔"لڑکے کی آنکھیں یک دم جیسے نیند سے جاگیں۔ گردن پھیرتے ساتھ بیٹھے مرد کو دیکھا۔اسے یہ ماننے میں کوئی عار نہ ہوئی کے فاطر کی بات میں دم تھا۔

www.novelsclubb.com

نل بند کرتے گنے چنے بالوں والے مرد نے برتن ایک طرف رکھے۔"شہزادی یہاں پر معزز ہیں خادم خاص۔تمہارے ایک سو ایک رد و بدل مل سکتے ہیں،ان کے نہیں۔"کھڑے ہوتے اس نے برفیلی نگاہوں سے فاطر کو دیکھا۔

''میں نہیں مانتا۔''اس نے دفاعی ہاتھ اٹھائے۔''عورتیں اور رازوں کی محافظ، ناممکن!''اپنی بات پر وہ زرا سا قہقہ لگا کر ہنسا۔اس بار وہاں موجود تمام مردوں کے ہاتھ تھمے۔ان سب کی نگاہیں ایک طرف جمی تھیں۔

فاطر کو حیرانگی ہوئی۔یہ اچانک بھوت دیکھ لیا ہے کیا؟اپنے کندھے کے پار سے دیکھنے پر اسے جو منظر نظر آیا وہ ان تمام سوالات کا جواب تھا۔

خادم خاص کا حلق اندر تک کڑوا ہو گیا۔ذبیح اللہ کمر پر ہاتھ باندھے اندر چلا آیا۔سب کو یک دم سانپ سا سونگ گیا، نظریں جھک گئیں۔بس اگر کوئی ایک ڈٹا رہا تو وہ تھا کرسی پر شان سے بیٹھا فاطر ابولاالسلام ظہور۔

www.novelsclubb.com

''خادم خاص کو ملکہ بلا رہی ہیں۔''ذبیح اللہ کے ساتھ آئی بلبل نے مجمع سے اعلان کیا۔اپنی نسشت سے کھڑا ہوتا فاطر ذبیح اللہ کے قریب آیا۔وہ مرد اسکے کندھے سے زرا اوپر آتا تھا۔

نگاہیں اسکی آنکھوں میں گاڑے وہ کچھ دیر یونہی کھڑا رہا۔ نجانے کیوں اسے اس آدمی سے کچھ عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔ نجانے کیا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

نہ سلجھے گی، نہ سلجھائے گی

بس ایک کہانی بنتی جائے گی

بلا آخر ملکہ ماہ کو یہ خیال آ ہی گیا کہ وہ اس جہاں میں آم مالٹے کھانے کے علاوہ بھی کچھ کرنے آئی ہیں۔

www.novelsclubb.com

ناشتے کے بعد ادوب، نگار اور گل جان سمیت وہ طبیب کے پاس آنے والے لوگوں سے ملاقات میں مصروف تھیں۔ یہ ملکہ کا ہی دانش مندانہ حکم تھا کے ہر انسان کا تفصیلی معائنہ کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے وبا اور کس شخص میں ہے۔

ہلکے بھورے رنگ کے کامدار کا فتان اور چھوٹا چغہ پہنے وہ ایک کونے میں آرام دے تکیوں کے بیچ بیٹھی تھی۔ آنے والا دروازہ سے آتا، علاج کرواتا پھر ایک طرف کو لگے پردے کو پار کرتے المیرا سے ملتا اور باہر چلا جاتا۔

لوگوں کو اپنے سامنے جھکتا دیکھتے وہ ایک الگ ہی نشے سے روشناس ہوئی۔ طاقت کے نشے سے۔ ایک طرف نگار اور ادوب بیٹھیں تھیں اور پیچھے گل بھوری سکرٹ اور مخملی چغہ میں کھڑی پہلو بدل رہی تھی۔

"مرحبا ملکہ!" ریشمی پردے کے پار سے اس مرتبہ ایک عورت اور اسکی بیٹی نکلی۔ آگے آتے پہلے ماں نے المیرا کا ہاتھ اپنے ماتھے سے لگایا اور پھر بچی کو کہنی مارتے جھکنے کا کہا۔ بچی بے خوفی کے عالم میں کھڑی اپنی ماں اور مالکن کو دیکھتی گئی۔ اسکی آنکھوں میں بے رحمی تھی۔ وہ عورت اس سے پہلے کے اسے غصہ سے جھاڑتی المیرا اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ ماں اب کانپنے لگی۔ ملکہ ماہ کی ظالمیت سے کون نہیں واقف تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مرحبا!" گھٹنے کے بل جھکتے اس نے لڑکی کے لمبے ریشمی سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسکی بھورے گال پر ہاتھ رکھا۔ وہ دہک رہے تھے۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" جہاں المیرا کی نگاہوں میں شوخی تھی وہیں اس بچی کی سیاہ آنکھوں میں دلیری۔

"طور۔" کافی دیر بعد اسنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیا۔ المیرا کی مسکراہٹ کچھ گہری ہوئی۔ وہی.....اس کا پسندیدہ کام بچوں کو زچ کرنا۔ کوئی نہیں جانتا تھا یہاں اسکے ذہن میں کیسی گتھی بن رہی تھی۔

"ہونہہ، پیارا نام ہے۔" وہ ابھی بھی اس بچی کے بال دھیرے دھیرے سہلا رہی تھی۔ "عمر کیا ہے اسکی؟" بغیر ماں کو دیکھے سوال کیا۔ بچی نے نجانے کتنے دن پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔

"تیرہ سال۔" ماں نے فوراً کہا۔ المیرا نے بچی کے گال تھپتپائے۔ دونوں فریقین نگاہیں ہٹانے سے گریزاں تھے۔

"جنگ کے عینی گواہ۔" ادوب کی ہمدردانہ آواز۔ "اس کے ساتھ ہوا کیا تھا؟" گہری سانس خارج کرتے اس عورت نے بولنے کے لیئے لب وا کیئے۔

"خاندان سے بچھڑ گئی ہے۔"

"تم اسکی ماں نہیں؟" نگار اور ادوب اب باری باری پوچھ گچھ کر رہے تھے جبکہ المیرا اور طور کا وہاں گھورنے کا مقابلہ عروج پر تھا۔ عورت نے نگار کے سوال پر گردن نفی میں ہلادی۔

"بیچاری، چہرے پر خوف تو دیکھیں زرا۔" ادوب نے افسوس کیا۔

"خوف کہاں؟ مجھے تو کچھ اور دکھ رہا ہے۔" اب کے المیرا کو چڑ سی ہوئی البتہ لہجہ اس نے شوخ ہی رکھا۔ یہ دس سال کی بچی مجھے کیسے ڈھٹائی سے دیکھ رہی ہے۔

ادوب کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔ المیرا نے زرا آگے جھکتے طور سے سوال کیا۔ وہ بچی ایک لمحے کے لیئے بھی نہ گھبرائی۔ "ملکہ ماہِ بنو گی؟" اسکے سوال پر نگار کو یک دم

سانپ سونگھ گیا۔ صرف اسکو ہی نہیں کمرے میں موجود ہر شخص سوائے طور کے ملکہ کی ہنسی پر شش وپنج میں پڑ گیا۔

"جواب دو! بننا چاہو گی میرے بعد ملکہ۔" زمرد اور سیاہ آمنے سامنے ٹھہرے تھے۔

بچی نے پہلی بار کوئی حرکت کی۔ نگاہیں المیرا کی پیشانی سے اسکی ناک اور پھر ناک سے کان تک مسافر رہیں۔

"مجھے ملکہ بننے کے لیئے تمہارے اس تاج کی ضرورت نہیں۔" اعتماد، بے باکی، اظہار کا چناؤ.....اتنی سی عمر اور ایسی دلیری۔ المیرا کی مسکراہٹ پلک جھپکتے ہی الٹ گئی۔ کمرہ بے یقینی کے ایک خاموش وقفے میں گر گیا۔ کون زیادہ خطرناک تھا؟ وہ عورت جس کی دسترس میں تاج تھا یا وہ بچی جو بنا تاج کے طاقتور ہونے کی دعویدار تھی۔

"کیا تم لوگوں نے میرے جانے کے بعد کی ملکہ کو منتخب کر لیا ہے؟" وہ یک دم سیدھی ہوئی اور اپنی نشست کی جانب آئی۔ قدموں میں قدرے ڈگمگاہٹ تھی۔ کیا ابلیس نے خود سے بڑے شر کی آنکھوں میں دیکھ لیا تھا۔

"ابھی تک اگلی ملکہ ماہ پیدا نہیں ہوئی۔"

"ہاں تاج والی گیم میں ہار گئی ہو گی نا۔" روایات کی پاسدار کا چہرہ مارے طنز کے ہتک سے لال ہوا۔ المیرا نے ماحول کا تناؤ کم کرنا چاہا۔

"یا پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے..... میں آخری ملکہ ہوں! میرے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔" نگار کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہوا۔ گل کے علاوہ وہاں کوئی المیرا کی بات کے پیچھے چھپی حرص نہیں جانتا تھا۔

"ہم ایسا ہونے نہیں دیں گیں۔" نگار کی یقین دہانی۔ وہ عورت اب اس بچی کو لے کر جا چکی تھی۔ المیرا جواباً مسکرائی اور پھر کچھ یاد آنے پر گل کو دیکھا۔

"میرا خادم خاص نہیں نظر آرہا۔" حلق میں سانس اٹکی ہے خادم کے بغیر۔

"وہ کتب خانے کی صفائی میں مصروف ہے۔" نگار کی اطلاع پر بھی اسکی نقلی مسکراہٹ میں کمی نہ آئی۔ "میرا ذاتی خادم تم لوگوں کا کام کیوں کر رہا ہے؟"

"سزا کے طور پر! (المیرا کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں) اس نے شہزادی عبیل کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کیئے ہیں۔"

"مثلاً؟" المیرا نے پہلی مرتبہ شک کیا۔ "غدار کہا ہے۔" نگار کے جواب پر وہ ہنس پڑی۔

"تو غدار کو غدار ہی کہیں گیں نا۔" اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتی کمرے میں اب دو اور عورتیں ملکہ کے پاس اپنی شکایت درج کروانے آئیں تھی۔ اس کا یک دم ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔

"ہم دونوں اپنے شوہروں سے تنگ ہیں۔"(اس دنیا میں بھی مرد تنگ کرتے ہیں۔)المیرا نے سوچا کہا نہیں۔"ان کے مطالبات ہیں کے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔کام انہیں ایک بھی ڈھنگ سے نہیں آتا زبانیں انکی بیس بیس فٹ لمبی۔"ان میں سے ایک عورت تو بے انتہا بیزار لگتی تھی۔

"مثلاً کیا کرتے ہیں؟"دونوں عورتوں نے ادوب کو دیکھا۔"ہر وقت کارونا دھونا، ہر دو گھڑی بعد ہمیں مصر واپس جانا ہے کی رٹ، تنگ آ گئے ہیں ہم یہ ڈرامہ سن اور دیکھ کر۔"ادوب نے انکے تلخ رویہ کو پیار سے بدلنے کی کوشش کی۔

"تو آپ ان کو حوصلہ دیں نا،بحثیت بیوی آپ کا فرض ہے اس مشکل گھڑی میں ان کو کوسنے کے بجائے انہیں سمجھیں۔"نگار اور المیرا دونوں خاموش رہے۔ایک عورت کے لب بیزاریت سے سیدھ میں کھنچ گئیں۔

"کتنا سہارا دیں۔ وہ تو چاہتے ہیں ہم ان کے گھٹنے سے لگیں بیٹھی رہیں اور آنسو پونچھ پونچھ کر اپنی اچھائی کا ثبوت دیں۔" ادوب نے مایوسی سے انہیں دیکھا اور پھر گہرا سانس لیتے بولنے کے لیئے لبوں کو جدا کیا۔

" تو آپ کیا چاہتی ہیں؟ ملکہ کیا کریں۔" یہ سوال نگار نے کیا۔ جہاں ادوب نے بھاری دل کے ساتھ انہیں بدگمانی کی راہ پر جانے دیا وہیں نگار کے ہاتھ تھامنے پر ان کے تو جیسے چہرے کھل اٹھے۔

" ہماری ان سے جان چھڑوا دیں ہم کسی۔۔۔۔۔"

" ہو جائے گا۔" بھورا لباس سنبھالتے ملکہ نے ہاتھ جھلایا۔ جہاں وہ عورتیں خوش ہوئیں وہی ادوب کا منہ سوال کی غرض سے کھلا۔

" میں اب تھک چکی ہوں۔ آرام چاہتی ہوں۔" کہتے ساتھ وہ کھڑی ہو گئی۔ ادوب اور نگار ہکا بھکا اسکو دیکھتے گئے۔ یہ اس کو بیٹھے بٹھائے کیا ہو جاتا تھا۔

المیرا گل کی طرف مڑی۔اونچے جوڑے کے ساتھ لگا ڈوپٹہ بھی لہرایا۔"کتب خانے چلو۔"بنا کسی کے ردِ عمل کی پرواہ کیئے وہ شاہانہ چال چلتے کمرے سے باہر ہو گئی۔وہ تمام لوگ جو اس سے ملنے کے منتظر تھے اب ایک دوسرے کو حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگے۔

"کیا کسی نے ملکہ کو ناراض کر دیا تھا۔"

★

کچھ لمحات بعد

یہ ایک چھوٹا سا دھول میں لپٹا کمرہ تھا۔وسعت اسکی کچھ خاص نہ ہو گی ہاں اہمیت اسکی فاطر کے نزدیک بے انتہا تھی۔آگے پیچھے بنی لکڑی کی الماریوں سے کتابیں،اوراق اور کاغذات پلندوں کی صورت باہر نکلتے آرہے تھے۔وسط میں ڈبوں کے بیچ چھوٹی بڑی کتابوں کا مینار بنا تھا اور یونہی کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔

اپنے سرخ سفید کیفکیتہ سے آدھا چہرہ ڈھکے فاطر اسلام نے الماری کے ایک خانے سے کچھ آخری کتابیں نکالتے وہ خانہ مکمل طور پر خالی کر دیا۔ نیم وا کمرے میں اسکی آنکھوں کی لمبی پلکیں دیکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ اگر جو اسے علم ہوتا کے عبیل کی شان میں بولے جانے والے چند الفاظ اس پر کتنے بھاری پڑیں گیں تو وہ ان تین جملوں کو تین سو صفحات کا مضمون بنا کر پیش کرتا۔

سزا تو بر حق تھی کیوں نا اسکی وجہ کو پھر بھرپور اچھالا جائے۔

کتب خانے کے دروازے کے قریب میں ہی ایک میز رکھا تھا جس کی کرسی کی لکڑی پرانی اور میز پر موجود دھول نے رنگ بگاڑ دیا تھا۔ اسی میز کے ساتھ گہرے نیلے زمرد رنگ کے لباس میں شہزادی عبیل کھڑی فاطر کی پشت دیکھ رہی تھی۔

وقفے وقفے سے اسکی کنیز چاندی اسکو اخروٹ توڑ کر دیتی جسے وہ نزاکت سے منہ میں اچھال کر کھاتی۔ کتب خانے کا نگران ہونے کی وجہ سے فاطر کے سر پر کھڑا ہونا اسکی مجبوری تھی۔

ہاتھ میں تھاما کپڑا اس نے صفائی کی نیت سے خالی خانے پر مارا تو دھول کا ایک اندھا کر دینے والا غبار اچھلتا اسکی آنکھوں تک آیا۔بے اختیار کھانستے ہوئے وہ چار قدم پیچھے ہوا۔

"اونہوں، دھیان سے خادم صاحب!"عبیل نے وہیں کھڑے فکر مندی سے کہا۔فاطر جو اباً زیرِ لب بڑبڑایا۔وہ اس غدار شہزادی کے منہ نہیں لگنا چاہتا۔

کتابوں کے ایک اونچے مینار پر کپڑا مارتے اسے پیچھے سے اس بار کنیز نے ٹوکا۔

"تم نے صفائی کرنی ہے، کُشتی نہیں لڑنی۔"فاطر مجھے سب آتا ہے اسلام جو پہلے ہی غصہ میں کھڑا تھا مزید بھڑک گیا۔

"تم کر لو آ کر۔"چاندی تو اسکی دیدہ دلیری پر غش کھاتے رکی جبکہ عبیل کی آنکھوں میں کئی جگنو چمکے۔اسکے تجسس کا یہ مرکز تو کافی دلچسپ تھا۔

اب وہ ایک موٹی کتاب کو اٹھاتا کپڑے سے صاف کرنے لگا۔ ہاتھ مٹی اور ریت سے بھر چکے تھے۔

"تم نے واپس جانے کا ارادہ ترک کر کے اچھا کیا۔" منہ میں کچھ اخروٹ ڈالتے عبیل نے خشک لہجے میں فاطر کو داد دی۔ صفائی کرتے اسکے ہاتھ یک دم رکے۔ کیا عبیل المیرا سے کیئے معاہدے سے واقف تھی۔

فاطر کے دل میں یک دم المیرا کے لیئے شک کا ایک نیا بیج بویا گیا۔ "جو آسانیاں تمہیں یہاں میسر ہیں وہ تمہیں وہاں جا کر کبھی نہ ملتی۔" فاطر نے طنز سے گردن جھٹکائی۔ "یہ آسانیاں ہیں تو میں دشوار ہی سہی۔"

www.novelsclubb.com

موٹی چمکتی چٹیا ایک کندھے پر ڈالے عبیل ابھی بھی اسکی پشت دیکھ رہی تھی جب اس نے کچھ دیر بعد فاطر کو کہتے سنا۔ "تم بھی تو ایک غدار ہو.... شہزادی!.....اور میں بھی دنیا کی نظر میں وہی ہوں۔ تو ہم دونوں میں فرق کس بنیاد پر ہوا؟" صاف کتابوں کو اب وہ ایک خالی خانے میں ترتیب سے لگا رہا تھا۔ "مان لیا تم نے اپنے ملک

سے غداری کر کے اِن سے وفاداری نبھائی ہے..... میں نے بھی تو اپنے ملک کو دھوکہ دے کر اِن کی ملکہ کو باحفاظت یہاں تک پہنچایا ہے۔"

" مگر پہلے تم نے ہی انہیں کی ملکہ کو چھینا بھی تو تھا۔ لے کر واپس کرنے والے کا عمل نیکی نہیں کہلاتا۔" عبیل اسکی بات کاٹتے جوش سے بولی اور اچانک ہی کچھ قدم لیتے قریب آئی۔ اب فاطر چوڑی الماری کے ایک کونے پر تھا اور عبیل دوسرے۔ پانی پر تیرتے جہاز کی وجہ سے زمین وقفہ وقفہ سے ہل رہی تھی۔

" مان لی بات۔ تو تفرق کی وجہ کیا؟" کتابیں لگاتے وہ اب آہستہ سے عبیل کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ "جنس؟" اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے مرد نے ٹھنڈی نگاہوں سے سوال کیا۔ نقاب کی وجہ سے اسکے وجیہہ چہرہ پر بس ایک آنکھیں ہی نظر آتی تھیں۔ کم بخت کی آنکھیں ہی تو سب سے پیاری تھیں۔

" تم نے کبھی نظام پر سوال نہیں اٹھایا کیا؟ اپنے ملک سے بھاگنے کی وجہ کیا وہاں کا پدرانہ نظام تھی؟" لمبی انگلیاں ابھی بھی کتابوں پر جمی تھیں۔ پلکوں پر لگے دھول

کے زراعت چراغ کی نیم روشنی میں واضح ہوئے۔ کچھ پل کے لیئے عبیل کا دماغ لفظوں کو جملے کی شکل نہ دے سکا۔ اس نے واقعی نظام پر کبھی حرف نہیں اٹھایا۔ کیا اسکی عقل اسے یہ اجازت دیتی تھی؟ کیا یہ سیکھا تھا اس نے اپنی سابقہ زندگی سے۔

"تمہیں واقعی ان لوگوں کی وفاداری پر بھروسہ ہے۔" وہ اب دوسری الماری کی طرف بڑھا۔ شیشے کے پٹ کھولنے پر ریت اور لکڑی کے کچھ ٹکرے آکر اسکے قدموں میں گرے۔ "کبھی کبھار ہم جن کے قدموں میں دنیا ڈھیر کر دیتے ہیں ان کی ترجیح ہماری ترجیح سے بلکل مختلف نکلتی ہے اور آخر میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ (اس نے کندھے کے پار سے دیکھا) ہمارے ڈھیر کی گئی دنیا ان کے کسی کام کی نہ تھی۔" الماری کا سہارا لیئے وہ اپسرا بولنے کی سکت کھو گئی۔ فاطر اسلام اسے منٹوں میں عرش سے فرش پر پٹخ چکا تھا۔ اسے یک دم اپنے اندر کچھ کھوکھلا ہونے کا احساس ہوا جب دور سے قدموں کی آواز سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

فاطر کے کام کرتے ہاتھ از خود تھم گئے۔قدموں کی مانوس چاپ پر آنکھیں بیزاری سے چھوٹی ہوئیں۔

"ملکہ ماہ تشریف فرما رہی ہیں۔"گل نے آگے آتے اونچی آواز میں اعلان کیا اور تبھی اسکے پیچھے سے المیرا نمودار ہوئی۔چھوٹی گردن میں پہنے سیاہ ہیروں کا چمکدار ہار آنکھوں کو خیرہ کرنے کی حد تک خوبصورت تھا۔

اسکے پاؤں بیچ راہ میں ہی رک گئے۔عبیل کو فاطر کے ساتھ دیکھتے اسکے ماتھے پر نمایاں بل نظر آئے۔چاندنی نے اسے جھکتے تعظیم دی تو اسنے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"عبیل کو دیکھتے اسکا لہجہ تلخ ہوا۔یہ پہلی بار المیرا نے کافی لوگوں کے سامنے اپنی اس دوغلی چاشنی کو چھوڑتے خالص جذبات کا استعمال کیا۔متوازی دنیا یقیناً اس پر اپنا اثر چھوڑ رہی تھی۔

"شہزادی جی کتب خانے۔۔۔"

"تم کون؟" المیرا کے بے لچک انداز پر چاندی کی بولتی زبان از خود رکی۔ گل نے گھبراتے ہوئے المیرا کو آنکھ کے کنارے سے دیکھا۔ یہ تو بلکل اسکی کتابوں والا سین ہوا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے اسی چبھتے ہوئے لہجے میں سوال دہرایا۔ الماری کے ساتھ کھڑی شہزادی نے گہری سانس لیتے خود کو سنبھالا۔ فاطر اس سب سے لاپرواہ صفائی کرتا رہا۔

"مرحبا ملکہ! (زرا سی گردن جھکائی) میں کتب خانے کی نگران ہوں۔ ماہِ نگار کے کہنے پر خادم کو اپنی زیرِ نگرانی یہاں کی صفائی کروا رہی ہوں۔" المیرا نے اسکی وضاحت پر سر تا پیر اسے دیکھا۔ "مجھ سے زیادہ خوبصورت تو نہیں ہے۔" حلانکہ ان دونوں کو ساتھ کھڑا دیکھ کر باآسانی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ عبیل المیرا سے شکل کے معاملے میں اوپر ہے۔

اُن دونوں کی تفتیش سے فارغ ہوتے المیرا فاطر کی طرف مڑی۔ ”کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کے کس کی اجازت سے یہاں صفائی کر رہے ہو؟“ فاطر نے اس پر ایک بھی نگاہ نہ ڈالی بس اپنا کام کرتا گیا۔

” اپنی بہن سے پوچھو۔“ المیرا سر تا پیر سلگ گئی۔

” میری طرف دیکھ کر جواب دو خادم خاص۔“ اس سے پہلے کے وہ سخت ملکہ سے لاپرواہی کے ملمع میں جاتی فاطر پلٹا نہیں بس کتابیں اٹھانے کی نیت سے جھکتے اس نے ایک نگاہ المیرا کی طرف ڈالی۔

نگاہوں کا ملنا۔ بیزاریت کا حیرت کے روبرو آنا.....اس ایک نظر نے المیرا کے اندر ہوتی توڑ پھوڑ کو سنسان کر دیا۔ دھوکہ اور حقیقت کے دوراہے پر اسکا وجود برف تھا، قدم آگے بڑھنے کو تیار مگر گردن پیچھے دیکھنے پر بضد۔ زبان سے کوئی زہریلا جملہ نکلتا نوک پر ہی ٹھہر گیا۔

” یہ فاطر کی آنکھیں اتنی پیاری کب ہوئیں؟“ دل ہی دل میں سوال کیا۔

کچھ دیر وہاں خاموشی رہی اور پھر المیرا گل کے کان کے قریب جھکی۔ عبیل اور چاندی نگاہوں کا تبادلہ کرنے میں صرف تھیں جب گل نے انہیں مخاطب کیا۔

" ملکہِ ماہ کہہ رہیں ہیں آپ دونوں جا سکتی ہیں وہ اپنے خادم کی نگرانی کر لیں گیں۔" دونوں عورتوں نے کچھ الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

" ملکہ اپنے خادم کی نگرانی؟" عبیل کی آواز مدھم تھی۔

" زمانہ بدل رہا ہے شہزادی صاحبہ۔ حال میں جینا سیکھ لیں اور مستقبل کے خواب (فاطر کو دیکھا) یا ماضی کے آسائش کو ذہن سے نکال دیں۔" بظاہر مسکراتے ہوئے وہ ان دونوں کو جو بتانا چاہتی تھی وہ بتا چکی تھی، اب عقلمند کے لیئے اشارہ ہی کافی تھا۔

اسے عبیل کا یوں فاطر کے ساتھ اکیلا ہونا بے انتہا برا لگا تھا۔

کچھ دیر احتجاج کرتے رہنے کے باوجود بھی جب وہ المیرا کو منانے میں ناکام رہیں تو سلام پیش کرتے کمرے کو چھوڑ گئیں۔

ان کے جاتے ہی المیرا نے کھنکارتے ہوئے فاطر کو مخاطب کیا۔اسکا لہجہ ،ادااور تاثرات سب میں یک دم جیسے سنجیدگی سے آگئی۔ملکہ تھی بھئی وہ،اب سنجیدہ رہنا ضروری تھا۔

"کیوں بلایا ہے ہمیں؟"فاطر زیرِلب مسکرایا۔

بالآخر المیرا عنایت محسن اسکے اشارے سمجھنے لگی تھی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

www.novelsclubb.com

کچھ دیر کے لیئے وقت میں پیچھے جاؤ جہاں فاطر ابو لا اسلام بلبل کے بلانے پر ملکہ کے کمرے کے باہر تک کا سفر تہہ کر چکا تھا۔اندر آنے پر اسے سنگھار میز کے سامنے المیرا بیٹھی اپنی خالی گردن دیکھتے ملی۔موقع پاتے وہ قریب آیا اور المیرا سے

بات شروع کی۔ گل پیچھے اپنا چغہ پہننے میں مصروف تھی۔ یقیناً ان دونوں کے سوا یہاں کوئی نہ تھا۔

"مجھے کتب خانے کی کنجی چاہیئے۔" آئینے میں دیکھتے المیرا نے سوالیہ آبرو بلند کی۔ فاطر نے جواب دینے کی نیت سے منہ کھولا جبھی ایک طرف بنے کمرے سے زیور سنبھالتی بلبل باہر آتی دکھی۔ فاطر حیرت زدہ رہ گیا۔ عموماً المیرا اسے اپنے ارد گرد نہیں رکھتی تھی۔

"یہ لو خادم۔" فاطر کو اپنے پیچھے خالی ہاتھ کھڑا دیکھتے اس نے ایک ناخن تراش اسکی طرف بڑھایا۔ وہ جانتی تھی بات ضروری ہی اور وہ یہ بھی جانتی تھی بلبل کو نگار نے سختی سے المیرا کے سر رہنے کے احکامات دیئے ہیں۔

فاطر کچھ دیر تو لب کاٹتا رہا پھر آگے بڑھتے وہ گھٹنوں کے بل المیرا کی ایک طرف جھکے اسکے دستانے کے بغیر والے ہاتھوں کی انگلیاں تھام چکا تھا۔ اسکے ناخن تراشتے اس نے ایک بار بھی سر نہیں اٹھایا۔ آزادی بھی کیا کیا کرواتی ہے۔

گل نے سامنے کے منظر کو دیکھتے آنکھیں چرالی۔وہ فاطر کی بے بسی ہنسے بغیر دیکھ نہیں پائے گی۔"مالکن آپکو معلوم ہے اردن سے آئی وہ غدار شہزادی آپ کے بارے میں کیا کہہ رہی تھی۔"اسکا لہجہ اونچا تھا۔کام کرتی بلبل بظاہر لاپرواہ مگر اسکی توجہ فاطر کے اگلے الفاظ پر ہی تھی۔

" یہاں موجود بہت سی عورتوں کو میں نے انہیں آپ کے خلاف ورغلاتے سنا ہے۔"وہ کب سے انگوٹھے کو ہی تراش رہا تھا۔"آپ ایک غدار کو اپنی سلطنت کا حصہ کیسے بنا سکتی ہیں۔"المیرا نے اسکی بات پر کوئی رائے نہ دی۔

تبھی بلبل نے قریب آتے المیرا کی گردن سے ہار لگایا۔فاطر جانتا تھا اب اس کمرے سے نکلتے ساتھ اسے عبیل کے پاس گواہی کے طور پر ضرور لے جایا جائے گا۔وہاں پر ملکہ کی آمد لازم بنے گی اور آگے المیرا اپنی زبان کے ذریعہ معاملہ سنبھالتے انہیں کتب خانے تک لے جائے گی۔

بد قسمتی سے ہوا کچھ اس سے متضاد۔اسکی باتوں پر تصدیق کے بجائے اسکے ہاتھ پوچا اور کپڑا پکڑاتے کتب خانے کی صفائی پر لگا دیا۔دھول مٹی کو صاف کرنے کے اس پورے دورانیہ میں وہی یہی سوچتا رہا کیا المیرا اور گل اسکی باتوں کا مفہوم سمجھ گئی تھیں۔کتب خانے کے ذکر پر کیا وہ یہاں آئیں گیں؟

اسکی امیدوں پر پانی نہیں پھرا۔وہ چاروں اب ایک دوسرے کی آنکھیں پڑھنا سیکھ چکے تھے۔

★

ماہِ ملکہ جہاز کی پہلی منزل، مقام: کتب خانہ

www.novelsclubb.com

"بتاؤ اب ہمیں کیوں بلایا ہے؟" کمرے میں موجود واحد کرسی پر بیٹھی المیرا نے میز کی دوسری طرف کھڑے فاطر اسلام سے کہا۔چہرے سے نقاب ہٹ چکا تھا ہاتھوں میں کپڑے کے بجائے اب ایک موٹی کتاب تھی۔

وہ کپڑا اور پوچا اب دبیر السازار کے ہاتھوں کی زینت بنے زمین پر رگڑا جا رہا تھا۔ دبیر کے آتے ساتھ فاطر نے اپنی ذمہ داری اسے تھما دی۔ اس اللہ میاں کی گائے نے بغیر چوں چاں کیئے پوچا پکڑا اور پانی کی بالٹی میں بھگوتے کام میں لگ گیا۔

فاطر نے وہ موٹی کتاب میز پر رکھی۔ ''یہاں سے نکلنے کا ہمارے پاس ایک بہترین راستہ ہے۔ (کتاب کے صفحات پلٹائے) یہی کے ہم المیرا کے بجائے کسی اور کو ملکہ بنا کر رفو چکر ہو جائیں۔'' تاج کی جدائی کا سنتے ہی المیرا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

'' ناممکن!'' وہ فوراً ہی حتمی انداز میں بولی۔ ''اگر تم لوگ مجھے commanding role سے ہٹاتے کسی اور کو بٹھاؤ گے تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ ہمیں مروائے گا نہیں۔'' المیرا کے کمر پر ہاتھ رکھ کر بولنے پر گل نے آنکھیں گھمائیں۔ المیرا کو برداشت کرنے کی ہمت بس فاطر میں ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔اسکے علاوہ ایک دوسرا راستہ بھی ہے۔"فاطر نے مدافعانہ انداز اپنایا۔

"وہ کیا؟"دروازہ کے قریب پہرہ دیتی گل جان نے حصہ لیا۔پسِ منظر میں تمہیں دبیز فرش کو رگڑتا دکھے گا۔

فاطر نے کچھ دیر کے لیئے بھورے لباس والی لڑکی کو دیکھا اور پھر جیسے اٹکی ہوئی سانس میں جواب دیا۔"بغاوت۔"المیرا سمیت گل کو بھی بات سمجھ نہ آئی۔

گلہ کھنکارتے وہ سیدھا کھڑا ہوا اور اٹھائی ہوئی کتاب صاف الماری میں رکھی۔خود صاف کی تھی تو قدر بھی تو کرنی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہم یہاں کے مردوں کو ان کے حق اور آزادی کی روشنی میں اندھا کر کے بھاگ سکتے ہیں۔"

"یعنی کے فساد پھیلا کر؟"ٹھوری تلے ہاتھ رکھتی المیرا نے پوچھا۔

"بلکل، فساد پھیلا کر۔" فاطر نے چٹکی بجائی۔ کام کرتے دبیر کے ہاتھ یک دم رکے۔ چہرہ پھیر کر فاطر کو دیکھا۔ کیا یہ وہی سچ اور حق پر چلنے والا انسان تھا یا متوازی دنیا نے اس پر بھی اپنا رنگ چھوڑ دیا تھا۔

"ہمارے لیئے یہ کام مشکل بھی نہیں۔ میں یہاں کی سب سے لوئر کلاس غلاموں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں۔ دبیر یہاں کی مڈل لوئر کلاس جو کے آزاد مرد ہیں ان میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔" تینوں خاموشی سے سن رہے تھے۔ فاطر کہنے کا ہنر جانتا تھا۔ یہ عادت اسے باپ سے ورثہ میں ملی تھی۔ "المیرا یہاں کی سب سے اعلی اور مجرد مقام سربراہی کرسی پر ہے اور گل اپر کلاس جو کہ ملکہ کے قریبی عورتوں کا کابینہ ہے اس میں آتی ہے۔ لوگوں کو بہکانا ہمارے لیئے مشکل نہیں۔" اپنی بات کے اختتام پر اس نے لباس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے باری باری ان تینوں کو دیکھا۔

المیرا کسی اور جہاں میں غائب دکھی۔

www.novelsclubb.com

گل سوچ کی کسی اعلی سوال کو حل کرتے۔

دبیر سستی سے پوچا آگے پیچھے مارتے۔

بہت دیر تک ان تینوں میں سے کوئی نہ بولا۔جب خاموشی طویل ہو گئی تو فاطر نے بات کا آغاز دوبارہ سے کیا۔"کماری کیسی بندی ہے گل۔تمہارا اور اسکاروز کا کام ہوتا ہے۔"گل کو ایک دم صبح ہونے والی بات چیت یاد آئی تو ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی پھیل گئی۔

"دبیر پارٹ ٹو ہے وہ۔کچھ نہیں بولتی۔"تعبداری سے کام کرتے دبیر نے اپنی تعریف پر کوئی اظہار نہ کیا۔جانتا تھا گل کی یاداشت کمزور ہے، کہاں یاد ہو گا کچھ دن پہلے دبیر نے اسے اپنی کہانی سنائی تھی۔

فاطر نے گل کی معلومات کو سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔"اس پلان کی شروعات کی خاطر میں پہلا فساد کا بیج عبیل کے دل میں بو چکا ہوں۔"مسکراتی ہوئی المیرا عبیل

کے ذکر پہ اپنی جگہ پر جم سی گئی۔ چہرے پر ایک مرتبہ دوبارہ وہی ناپسندیدگی در آئی۔

"کیسا بیچ؟" گل نے سوال کیا۔

"تجسس سے مجبور وہ خود تم سے سوال کرے گی۔" ایک نظر المیرا کو دیکھا جو مٹھیاں آپس میں بھینچے زمین کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کچھ کہنا ہے؟" فاطر کے ایک دم سے مخاطب کرنے پر اسے اپنی کیفیت کا احساس ہوا۔ جلدی سے خود پر قابو پاتے کہا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں جتنا...." فاطر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے درمیان میں ہی روک دیا۔ "کم از کم یہ تم تو مت ہی کہو اپنی بڑی بہن کو تنگ کرنا تمہارا پسندیدہ کام ہے۔"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔" المیرا نے اسے چیلینج کیا۔

"کیا ہمیں نہیں معلوم، ادوب کو نگار کے مقابلہ میں لانے کی نیت کے پیچھے سچائی کیا ہے؟" فاطر نے جلتی پر تیل چھڑکتے اسکے غصہ کو مزید ہوا دی۔

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو فاطر اسلام؟" وہ دانت پیستے غرائی۔ یہ کوئی اور ہی المیرا تھی۔

میز کے ساتھ ٹیک لگاتے اسکی پشت المیرا کی طرف تھی۔ "ایک خود غرض، لالچی اور منافق عورت۔"

"اور عبیل کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" سینے پر بازو باندھتے اس نے اسکی بات کے بیچ میں ہی سوال کیا۔ فاطر کی نگاہوں میں واضح ناسمجھی تھی۔

"اسکا یہاں کیا ذکر؟" المیرا نے انگلی سے اسکی طرف اشارہ کیا۔

"تم ہی نے شروع کیا تھا۔" ان کی بڑھتی ہوئی بحث دیکھتے گل صلح کروانے کی نیت سے آگے آئی۔ "ہم ایک ٹیم ہیں فاطر اسلام۔ بہتر ہو گا تم یہ "میں ادھورا جی

رہا ہو بائے ناکام اینکر فاطر ابو لسلام ظہور" کا گانا اپنی پلے لسٹ سے نکالتے ایز آ ٹیم کام کرو۔ ہمیں بتائے بغیر تم کیسے اپنے پلان کو شروع کر سکتے ہو؟" وہ اب کرسی سے کھڑے ہوئے اس سے براہِ راست سوال کر رہی تھی۔

" تم بھی تو اتنے فیصلے ہمیں بتائے بغیر لیتی ہو۔" فاطر بھی پھر فاطر تھا..... کیسے اور کیوں پیچھے رہتا۔

" آپس میں جھگڑنا بند کرو گے تم دونوں۔" گل نے ایک دم سے آتے میز پر زور سے ہاتھ مارا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر المیرا دھپ سے کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ فاطر فوراً سے آگے آیا اور دبیر سے پوچا جھپٹتے اپنا کام کرنے لگا۔

المیرا کا غصہ کہیں تو اتارنا تھا۔

کندھے اچکاتا منصف اب ایک طرف رکھے ٹوٹی ہوئی لکڑی کے ڈبوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

"مجھے فاطر سر کے پلان میں جھول دکھائی نہیں دے رہا۔" المیرا نے منہ پھیر لیا۔ "فاطر کی چہیتی نہ ہو تو۔"

"تم کیا کہتے ہو دبیر؟" گل نے دور بیٹھے مرد کو مخاطب کیا جس نے کہا تو کچھ نہیں بس احسان اتارنے والی نیت سے ایک نگاہ ڈالتے منہ پھیر لیا۔ یہ اشارہ تھا کہ "مجھے نہیں پتہ"۔

"میرے پلان میں جھول ہیں بھی نہیں۔" پوچا لگانے کے درمیان کہا۔ "ہماری دنیا لے لو۔ کیسے عورتوں کو نقلی سوکالڈ femenisim کے پیچھے لگا کر اندھا کیا ہوا ہے۔"

"تم تو یہی کہو گے نا فاطر اسلام۔" المیرا ایک بار پھر میدان میں اتر آئی۔ "ایک عورت کو اپنے مقابلے میں دیکھتے تمہاری مردانہ انا کو ٹھیس جو پہنچتی ہے۔" گل کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"اپنے بارے میں کیا رائے ہے؟ تمہیں تو یہ سب دیکھ کر خوب مزہ آتا ہو گا نا۔ بیٹھے بٹھائے تمہاری زنانہ انا چار فٹ اونچی ہو جاتی ہو گی جب ایک مرد تمہارے سامنے نظریں اور گردن جھکا کر کھڑا ہوتا ہو گا۔" پوچے کو آگے پیچھے رگڑتے اس نے کہا۔ انہیں دیکھ کر پہلا خیال اتوار کی صبح لڑائی کرتے میاں بیوی کا آتا تھا جنکی صلح جو اولاد لڑائی رکوا رہی تھی جبکہ دنیا سے بیزار اولاد لاتعلق تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب ہر دنیا میں مردوں کی حکومت نہیں چلتی فاطر اسلام۔" المیرا نے وہیں بیٹھے بٹھائے اعلان کیا۔

"مگر ہر دنیا میں میں ایک جنس کے ساتھ ناانصافی ضرور ہو رہی ہے المیرا عنایت محسن۔" پلٹ کر کہتے اس نے جیسے المیرا کو لاجواب کر دیا۔

حیران تو اسکی بات پر گل بھی ہوئی تھی۔یہ کونسا فاطر ہے؟

میاں بیوی آپس میں لڑ کر ایک بار دوبارہ منہ پھلا کر بیٹھ گئے۔ صلح جو اولاد مایوسی سے ان کو دیکھنے لگی اور لاتعلق اولاد بیٹھے بیٹھائے اونگھنے کا پروگرام بنا چکی۔

" خیر....."کافی دیر کے بعد ملکہ اپنے پرانے روپ میں واپس آئی۔"میں اس وقت کچھ اور سوچ رہی ہوں۔" وہ اپنی کرسی پر پیچھے ہوئی اور ہاتھ بلند کرتے بائیں ہاتھ کی چھوتی انگلی کو دیکھا۔وہاں کبھی احسان کا دیا ہیرا ہوتا تھا جہاں اب ایک موٹا سیاہ ہیرا سفید انگھوٹی سے جڑا اسکی انگلی کو خوبصورتی بخش رہا تھا۔احسان کی انگھوٹی یہاں آنے پر اسکے ہاتھ میں نہیں تھی۔المیرا کو اب اسکی ضرورت بھی کہاں۔ احسان سے چرایا گیا وہ ہیرا آٹے میں نمک کے برابر تھا۔

" یمن کے بادشاہ کو پیغام پہنچایا گیا ہے مگر اس کی طرف سے ابھی تک خاموشی ہے۔"کسی نے جواب نہ دیا۔"اگر میرے اس فیصلے کے خلاف بہت سے لوگ کھڑے ہونگے تو مجھے پہلے ہی لوگوں کو اپنی طرف کرنا ہوگا۔"

"وہ کیسے؟" سینے پر بازو باندھے گل دوبارہ دروازہ کے قریب کھڑی ہوئی۔

"سیاست۔" ہیرے والا ہاتھ ابھی بھی بلند تھا۔ "انسانوں کو دھوکہ دے کر انہیں قابو کرنے کا فن۔" گل کچھ الجھی۔ فاطر بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر اسکی بات سننے لگا۔

"میں جشن کا اعلان کرونگی۔ آج سے تین دن بعد سب کے لیئے کھانے پر خصوصی اہتمام ہوگا۔ جب ان کے پیٹ بھرے ہونگے تو یہ دماغ سے کم سوچیں گیں۔" المیرا نے رائے کی خاطر فاطر کی جانب دیکھا۔

"نگار تمہیں ایسا نہیں کرنے دے گی۔" فاطر کی بات پر المیرا مسکرائی۔ پرستان کی لالچی پری واپس آچکی تھی۔ "کیا بات ہے، آج میری بہن کی بڑی یاد آرہی ہے۔ (فاطر نے خفت سے چہرہ پھیر لیا) ویسے میں نے سنا ہے اس نے اب تک شادی نہیں کی کہتے ہو تو....."

"لاحول ولا۔۔۔"اسکی بات کے مکمل ہونے سے پہلے المیرا کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کتب خانے کی در یو دیوار میں گونجا۔وہ اس وقت تو سب کو یہاں سے فرار ہونے کے موضوع سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئی تھی مگر.....کب تک۔

آدھا گھنٹا کتابوں کے بیچ بیٹھے رہنے کے باوجود بھی کتابوں سے خوف زدہ ہونے والی عورت کا نہ دم گھٹا نہ اسے ارد گرد سے نفرت ہوئی۔متوازی دنیا کیا اسے بھی بدل دے گی؟

★

المیرا بھی پھر اپنی بات کی پکی تھی۔نگار کے خلاف جاتے اس نے خود ہی ذبیح اللہ کو حکم پہنچوایا کہ تین دن بعد کھانے پر انواع اقسام کے لوازمات سمیت عوام کی خواہش کی اشیاء پکنیں چاہیئے۔ماہِ نگار نے اس فیصلہ کی تردید کی مگر وہ المیرا ہی کیا جو کبھی اپنی عقل کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی کچھ سمجھ لے۔

www.novelsclubb.com

کل جشن تھا اور اس وقت جہاز کا عرشہ مصروف لوگوں سے کھچا کھچ تھا۔ ہاتھ میں تیر کمان لیئے گل اپنی مشق کرتے کماری کی ہدایات سن رہی تھی۔ نشانہ البتہ اسکا بہتر ہو چکا تھا مگر سو میں سے نوے مرتبہ تیر حدف کے قریب جانے سے پہلے ہی زمین بوس ہو جاتا۔

پانی پینے کی نیت سے محافظ مٹکے کے قریب بڑھی۔ تپتی ہوئی دھوپ اور ضرورت سے زیادہ آہستہ چلتا جہاز۔ اونچی گھنٹی کی گونج پر ایک گھنٹہ مکمل ہوا تو گل نے گردن پھیرتے اپنے سپہ سالار کو مخاطب کیا۔

"یہ جہاز اتنا آہستہ کیوں چل رہا ہے؟"

"ہوا نہ ہونے کے برابر ہے محافظ۔" کماری نے کہتے ساتھ ایک دوسری سپاہی کا نشانہ جانچا۔ گل نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ چہرہ سے چپکی لٹوں کو چھوٹی انگلی کی مدد سے ہٹاتے اس نے سامنے دیکھا۔ بالائی عرشہ کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر کا منظر واضح تھا۔ بس آواز شور میں دب سی گئی۔

www.novelsclubb.com

ملکہ اپنے کابینہ کے ساتھ آج لوگوں کی فریادیں اور شکایات سن رہی تھی۔ایک طرف ادوب جو لوگوں کے مسائل پر اپنی رائے دیتی اور دوسرے ہاتھ پر دبیر جو مردوں کی خواہشات درج کرتا۔ فلوقت قاضی کی خدمات ادوب کو ہی ادا کرنا تھی۔(پچھلی قاضی کی کل رات اچانک ہی بائیں ٹانگ پوری طرح مفلوج ہو چکی تھی۔ ملکہ کی ہدایات پر تمام مریضوں کو ایک ہی کمرے میں منتقل کر دیا تھا تاکہ یہ وبا باقیوں میں نہ پھیلے۔)

کاسنی جلبیہ پہنے دبیر کے کھردرے ہاتھ تیزی سے کتاب پر چل رہے تھے۔ آنکھوں کے نیچے حلقے آج کل کچھ زیادہ ہی گہرے لگتے تھے اور اوپر سے ماتھے سے شروع ہو کر گال تک جاتا وہ بدنما سلا ہوا نشان اسے کچھ اور ہی ناقابلِ قبول بناتا۔

"میں اب مزید اس عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔" آنے والے مرد نے انگلی اٹھاتے اعلان کیا۔ جواباً ساتھ آئی بیوی خاموش رہی۔ المیرا نے ان دونوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے فیصلہ کی وجہ؟" ادوب نے کتاب کو قلم سے دستک دیتے نہایت عام لہجے میں سوال کیا۔

"میں کام کرنا جانتا ہوں۔ مجھے بھی کسی عہدہ پر بیٹھنا ہے۔ میں اس سے بہتر طب کا علم رکھتا ہوں۔" بیوی اسے نہایت چبھتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا کرتی ہیں آپ؟" یہ سوال دبیر کی طرف سے آیا۔

"حکیم غمار کی مددگار ہوں۔" اس کی چبھتی نظریں ایک لمحے کے لیئے بھی اپنے شوہر سے نہ ہٹیں۔ المیرا گلاس پر انگلی گھماتے خاموشی سے صورتحال کا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے اس سب میں رتی برابر دلچسپی نہ تھی۔ اسکا تو واحد مقصد یہاں سے کسی میدانی علاقہ میں جاتے عیش کا تھا۔

سمندر سے اسے بوریت ہو رہی تھی۔ باہر کھڑی گل جانتی تھی یہ سب دکھاوا ہے۔ اصل میں یمن کے بادشاہ کی خاموشی اسے بے سکون کر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دو دن سے ان کا کوئی جواب نہیں آیا تو المیرا کو اپنی سبکی کا خوف کھائے جا رہا تھا۔

"یہ کام کرنا چاہتی ہے کرے، مجھے پرواہ نہیں۔ مگر مجھے اپنی خود کی ایک پہچان چاہیئے۔ میرے خود کی ایک کمائی ہو۔ جب یہ مجھے چھوڑ دے گی تو میرے ہاتھ خسارے کے سوا کیا رہے گا۔" وہ مرداب المیرا سے مخاطب ہوا۔

"چھوڑنے کی بات پہلے تم نے شروع کی تھی۔" وہ عورت پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"کیوں کے تم مجھے پائی پائی کے لیئے ترساتی ہو۔" مرد کا انداز مصلحت لیئے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

"دن ہی کتنے ہوئے ہیں ہمیں اس جہاز میں قید ہوئے؟ یہاں تم نہیں یہاں سب ہی ایسے زندگی گزار رہے ہیں۔ تو جب باقیوں کو نہیں مسئلہ تو تم کیوں اچھل رہے ہو۔" بیوی کی آواز میں واضح خود پر جبر سنائی دے رہا تھا۔ اگر اسے ملکہ کا لحاظ نہ ہوتا تو شاید اپنے شوہر کو دو جھاڑ بھی دیتی۔

" میں نے باقیوں کی زندگی نہیں گزارنی۔میں نے خود کی گزارنی ہے اسی لیئے مجھے خود کی حفاظت کے لیئے نوکری چاہیئے۔"اس بار اس مرد نے بھی دانتوں کو آپس میں پیوست کیئے جواب دیا۔"میری ملکہ سے بس یہ فریاد ہے وہ مجھے نوکری کرنے کی اجازت دیں۔"

" ملکہ نظام سے واقف ہیں۔وہ جانتی ہیں عورت کی اجازات کے بنا مرد نوکری نہیں کر سکتا۔"کھڑے ہوتے طنز کیا۔ سارے مجمع کو ایک طرف لگائے وہ دونوں ایک دوسرے پر زمینی بمب گرا رہے تھے۔

" تم اجازت نہیں دے سکتی تو مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔مجھے کوئی اور مل جائے گا۔"ادوب اور دبیر خاموشی سے ان دونوں کو بحث کرتا دیکھ رہے تھے۔

" ملکہ!"وہ عورت آگے آئی اور المیرا سے کچھ قدم دور کھڑی ہوئی۔اسکے لہجے میں اب ممنونیت تھی۔اداکارہ کہیں کی!"میں اس آدمی کے سارے اخراجات اٹھاتی ہوں۔اسے اپنا نام دیا ہے،حالات بہتر ہونگے تو گھر بھی دونگی۔اسے سب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے محفوظ کرر کھا ہے اور اب اس سب کے باوجود، میرے احسانات کے باوجود یہ مجھے چھوڑنا چاہ رہا ہے۔" بات کرتے وقت اس عورت کے کافتان کے بازو اوپر نیچے ہو رہے تھے۔"اور چھوڑنے کی وجہ دیکھیں کہ میں اس کو بھوکا رکھتی ہوں۔ کیا بھوکا رکھنے والوں کی شکلیں یوں ہوتی ہیں (پلٹتے اپنے شوہر کی طرف اشارہ کیا) سہی کہتی ہے دنیا مرد ذات ہوتی ہی لالچی ہے۔" باتوں میں ستر فیصد جھوٹ لیئے وہ عورت ملکہ کے دربار میں انصاف مانگنے آئی تھی۔ اسکے شوہر نے بولنے کی خاطر لب وا کیئے تو المیرا کے اچانک اٹھتے ہاتھ نے اسے روک دیا۔

ملکہ کا فیصلہ حتمی تھا۔

www.novelsclubb.com

" ایک عورت دن رات محنت کر کے اپنا گھر چلا رہی ہے، اپنے میاں کو پال رہی ہے۔ اس پر انگلی اٹھانے سے بہتر تمہیں اسکے پاوں دھو کر پینے چاہیئے۔" جہاں شوہر کا چہرہ ملکہ کے انداز پر ہکا بھکا رہ گیا وہیں بیوی کا سر فخر سے کچھ مزید اٹھ گیا۔

دبیر اب المیرا کا فیصلہ خاموشی سے قلم بند کر گیا جبکہ ادوب ہونقوں کی طرح المیرا کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"ملکہ آپ زیادتی کر رہی ہیں۔" سرخ چھوٹے بالوں والی عورت نے اپنی رائے دی۔اسی وقت کمرے کے دروازے کے باہر ایک سپاہی نمودار ہوا۔

"میں نے رائے مانگی ہے مشیر خاص فیصلہ نہیں۔" ملکہ نے ادوب کی آنکھوں میں دیکھتے سخت لہجہ اپنایا۔ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے سپاہی کو اندر بلایا جس نے آتے ہی تعظیم دی۔

"تمہیں نوکری کی اجازت نہیں مل سکتی ہاں البتہ جب حالات بہتر ہوں تو میں تمہاری شادی کسی اور سے ضرور کروانے کا سوچوں گی۔" ملکہ ماہ کی ناانصافی داستانوں میں سنی تھی آج ان کا آنکھوں دیکھا احوال بھی حفظ کر لیا۔

المیرا کی توجہ اب سپاہی پر تھی۔ باہر جاتے اس جوڑے کا چہرہ گل جان نے بڑے غور سے پڑھتے سمجھ لیا۔ ایک اور مرد المیرا کے ہاتھوں مایوس اور مزید ایک اور عورت کی زبان پر ملکہ کے قصہ ہو نگیں۔

"شہنشائے یمن کا پیغام ہے۔" المیرا کا حرکت کرتا وجود تھم گیا۔ اگلی سانس لینے سے پہلے وہ بادشاہ کا پیغام سننا چاہتی تھی۔ جھٹ سے سپاہی کے ہاتھ سے خط جھپٹتے اس نے آنکھوں کی پیاس بجھائی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

آج جشن کا دن تھا۔

ماہِ ملکہ کے اس جہاں میں ان کا نواں دن۔

دن طلوع ہوا اور یونہی لوگوں کی روز کی افراتفری کی بنیاد بندھی۔اونچے ستونوں کے ساتھ رکھے وسیع مشعلیں جل رہی تھیں اور ان کی جلن نے ڈائنگ ہال کی فضا گھٹن زدہ اور ماحول حبس آلود بنا دیا۔اِس قدر کے المیرا کے منہ سے نکلنے والے اگلے الفاظ سننے کے لیے اعصاب بہت بھاری تھے۔

ہر کوئی کھانے کی میز پر بیٹھا جشن سے لطف واندوز ہو رہا تھا جب ملکہ ماہ ہال کے کونے میں بنی اونچائی پر نمودار ہوئی۔ تخت سے کھڑے ہوتے اس نے اپنا سنہری گلاس بلند کیا۔ چمچ کو اسکی بنیاد سے ٹکرایا تو سب ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ کئی

گردنیں اٹھیں، کئیوں کے ہاتھ نان تک جاتے رکے اور بہت سونے قہوے کے کپ کے اوپر سے ہی اپنی ملکہ کو دیکھا۔

"میں جانتی ہوں کہ کھانے کے دوران ہاتھ روک کر کسی کی بات سننا نہایت دشوار ہے۔ مگر جو میرے اگلے الفاظ ہیں انہیں سننا اور سمجھنا شاید اس سے بھی زیادہ کٹھن عمل ہو گا۔" کافتان کے کھلے بازوؤں سے اس کے فربہ ہاتھ کسی بھی زیور سے پاک تھے۔ اس کے خالی چھوڑے تخت پر ایک طرف نگار اور ایک طرف ادوب بیٹھی تھیں۔ نگار کا چہرہ ہمیشہ کی طرح تاثرات سے پاک اور سنجیدہ جبکہ ادوب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ۔

www.novelsclubb.com

"اس بات سے تو آپ واقف ہی ہوں گے کہ یمن کی طرف سے ہمارے ہاں ایک سفیر آیا تھا۔ مگر..... آپ اس بات سے واقف نہیں ہوں گیں کہ اس سفیر نے ہمیں ایک معاہدے کی پیشکش بھی کی ہے۔ معاہدے میں کچھ شرائط ان کی تھیں اور کچھ شرائط ہماری۔" وہ اب ایک گلاس کو لہرا کر اور دوسرے ہاتھ میں چمچ بلند

کیے سب سے خطاب کر رہی تھی۔تاج ہمیشہ کی طرح اسکے ہلکے بھورے بالوں پر نچ رہا تھا۔

"معاہدے میں انہوں نے ہمیں خطہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہمارے پچھلے دو جہازوں پر حملے کے باعث کئی عورتیں، مرد اور بہت سی جانیں ختم ہوئی ہیں۔اسی سانحہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں ایک زمین کی ضرورت ہے۔"تخت سے دور دبیر ایک کونے میں موجود گول میز پر بیٹھا تھا۔ سامنے رکھی پلیٹ خالی اور گلاس پانی سے بڑھا تھا۔اس کا انسانی کھانوں سے کیا واسطہ۔

www.novelsclubb.com

"جب تک ہمارے پاس زمین نہیں ہو گی ہم اپنے دشمن سے مقابلہ نہیں کر پائیں گیں۔معاہدے میں یہ پیشکش ان کی ہے اور وہ اس کے بدلہ میں وہ ہم سے کچھ چاہتے ہیں۔"کئی سانس حلق میں رک گئے، کئی کان اب المیرا کے اگلے الفاظ سننے کے لیے بے تاب ہوئے۔اگر یہاں تمام آوازیں بند ہو جاتیں تو تمہیں المیرا کی

بے ترتیب دھڑکنوں کی آواز باآسانی سنائی دیتی۔اسکا خود کا وجود کئی اندیشوں کی لپیٹ میں تھا۔

"وہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی کچھ عورتوں کی شادیاں ان کے کچھ مردوں سے کروا دیں۔وہ ہماری عورتوں کے سلیقے.....ان کی عادات اور ہنر کو دیکھ کر نہایت متاثر ہوئے ہیں۔" نگار اور ادوب دونوں نے المیرا کو یوں دیکھا کہ جیسے اس کا دماغ پھر گیا ہو۔یہ کب ہوا تھا؟ایسا تو نہیں کہا گیا تھا؟

ایک طرف کھڑے فاطر نے نظریں جھکاتے لب سی لیے۔وہ جانتا تھا کہ کچھ ایسا ہی ہو گا۔المیرہ اور سچی کہانی لوگوں کو بتادے؟ناممکن! قیامت کی نشانیاں ہوں گیں وہ۔

المیرا اپنی دھن میں بول رہی تھی۔لبوں پر ایک ہلکی سی مسکان سجائے کئی لوگوں کی آنکھوں میں یکدم اپنی تعریف کے جگنوؤں کو اٹھتے ہوئے وہ دیکھ چکی تھی۔"وہ چاہتے ہیں کہ یہ سلیقہ اور ہنر ان کی عورتوں کو بھی سکھایا جائے۔ان کی خواہش ہے

کے جس طرح ہم نے اپنے مردوں کو گھر داری سکھائی ہے، یہاں کی عورتیں وہاں جا کر ان کے مردوں کو بھی گھر داری سکھائے۔ جیسے یہاں کی عورتیں اناج اگانا جانتی ہیں، یہ ہنر ہم ان کی عورتوں کو بھی سکھائیں۔ یمن اور مصر کے درمیان خارجی تعلقات بہتر کرنے کے لیے اس سے بہتر موقع نہ ہمارے پاس تھا، نہ ہے اور نہ ہو گا۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ تخت کے عین درمیان میں رکی۔ اس کا سفید کافتان فرش کو چھوتا تھا اور سنہری تاج سے ٹکایا گیا پلوں ریشم کا بنا تھا۔

کچھ دیر ہال میں سناٹا رہا پھر جیسے سرگوشیوں نے شروعات کی اور دیکھتے دیکھتے یہ سرگوشیاں بلند ہو گئیں۔ اب ہر کوئی اپنی اپنی رائے ایک دوسرے تک گزار رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

دبیر نے گردن اٹھا کر بلندی پر دیکھا۔ المیرا مطمئن تھی، فاطر شرمندہ اور گل..... دبیر کی نظر اس پر ٹھہری تو کچھ دیر کے لیے سوچنے کے بجائے اس نے بس دیکھنے کو فوقیت دی۔ پیچھے کھڑی گل کو جب خود پر کسی کی نظریں محسوس ہوئی تو اس رخ پر دیکھا۔

گول میز پر بیٹھا منصف بے خوفی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دبیر نے اس بار نظریں نہیں چرائی.... یہ عمل گل نے جو کر لیا تھا۔ وہ نادم تھی یا ڈرپوک؟ جو بھی تھی دبیر کا سوال ایک تھا۔ اس ساری صورتحال میں بھی اس کی آنکھیں کیسے چمک سکتی تھیں؟

واپس المیرا کی طرف آؤ تو وہ جانتی تھی کہ اس نے تیر صحیح نشانے پر لگایا ہے۔ اس نشانے کو تمغہ کی طرح سجاتے ہوئے وہ پیچھے مڑی اور نگار کو یوں دیکھا جیسے اس کا قد چار انچ مزید لمبا ہو گیا ہو۔ نگار نے البتہ کوئی ردِ عمل نہ دیا..... ہاں اس کی جگہ ادوب حیران ہوئی اور اسی حیرانی کو المیرا نے ایک ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

"میں تمہیں سب سمجھا دوں گی۔"

ہاتھ میں پکڑے سنہری کپ کو ہونٹوں کی طرف لاتے ہوئے اس کی نظر سفر کرتے فاطر کے چہرے سے جا ملیں۔ خادم خاص لب بھینچے ہوئے اس کو آنکھوں کے کناروں سے یوں گھور رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو "المیرا کبھی تو سچ بول لیا کرو

۔"جس کے جواب میں اس نے ایک ادا سے بھنویں اچکاتے جیسے یوں کہا"مرنے کے بعد سوچوں گی۔"

گلاس کے اندر موجود مایا اس نے گھونٹ در گھونٹ اندر اتارا۔ تین چار قدم اٹھاتے وہ شان سے اپنے تخت کے طرف آئی جب یکدم اس کو حلق میں خراشیں محسوس ہوئیں۔ٹانگوں سے جان نکلنے لگی تو اوندھے منہ گرتے اسے کھانسی کا دوڑا پڑا۔سینہ مسلتے ہوئے اسے یوں لگا کہ اس کی سانس کی نالی میں کئی بے تحاشا کیل چبھ رہے ہوں۔

ہال کمرے میں جہاں سب کی باتیں اور خوش گپیاں تھیں وہاں ایک دم دوبارہ خاموشی چھا گئی۔دیکھتے ہی دیکھتے خاموشی گھبراہٹ اور فکر مندی میں بدلی۔کئی لوگ اپنی کرسیوں سے اٹھے۔نگار نے اپنا تخت چھوڑا،ادوب آگے آئی مگر سب سے پہلے گرتی ہوئی ملکہ کو سہارا دینے والا شخص وہی تھا جو کچھ دیر پہلے اسے جھوٹ بولنے سے منع کر رہا تھا۔

فاطر اسلام بھاگتا ہوا تخت کے عین وسط میں آیا اور المیرا کو کندھوں سے تھامتے سہارا دیا۔ وہ بری طرح کھانس رہی تھی، چہرہ دہکتا لال اور جلد پر پسینہ کے قطرے۔

گھبراہٹ اور حیرت کو قابو میں رکھتے فاطر نے اس کی ہتھیلی کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان رگڑا۔ ارد گرد برپا شور سا بلند ہو گیا۔ لوگ اب ملکہ کو آوازیں دے رہے تھے، کسی نے غلاموں کو آواز دی شاید وہ غمار تھی یا شاید ادوب۔ کماری نے سپاہیوں کو بلایا۔

مگر اس سب افراتفری کے درمیان جس ایک واحد احساس سے وہ واقف تھی وہ تھا فاطر کا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبائے رکھنا۔ اسکے ٹھنڈے پڑتے وجود کو مختصر ہی سہی مگر گرمائش دینا۔ وہ شاید اسکو پکار بھی رہا تھا، شاید لوگوں کی مدد مانگ رہا تھا، شاید خود گہرے سانس لے کر انتشار کو سنبھال رہا تھا.....اس نے ہر جگہ نظر گھما لی، المیرا کہیں اور دیکھ نہ سکی۔

منظر مختصر ہو کر فاطر پر ٹھہر گیا تھا۔

لب ہل رہے تھے، مگر آوازیں بند۔

روح محسوس ہو رہی تھی، مگر جسم مفلوج۔

دنیا دکھ رہی تھی، کہنے کی سکت ناپید۔

ایک احساس تھا بس.....رگوں کے اندر جمتی سردی پر نرم گرم سی حدت کا۔اسکا سفید ہاتھ فاطر کی بھوری لمبی انگلیوں نے تھام رکھا تھا۔

اس کے بعد جو ہوا وہ بس دھندلے مناظر تھے۔کس نے المیرا کو سہارا دیا؟ کماری یا فاطر۔کس نے اس کو طبیب تک پہنچایا؟ نگار یا ادوب۔

وہ کچھ سمجھ نہ سکی۔ سمجھ تھی تو اس لمس کی جو ہاتھ پر رہ چکا تھا۔مردہ ہوتے جسم میں ایک واحد حیات کا نشان۔

اس کو بس اتنا معلوم تھا کہ ابھی وہ ہال میں ہے..... پھر وہ اپنے کمرے میں تھی.....

طبیب اس کی نبض ڈھونڈ رہا ہے تھا۔ کوئی شاید اس کو پنکھا جھول رہا تھا۔ اس کی دھڑکن تیز تھی اور سانس مدھم۔

مگر وہ لمس وہیں تھا۔ کئی چہرے تھے، بس ایک وہ چہرہ نہیں تھا۔

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے سے پہلے جو آخری خیال آیا وہ تھا..... ''کیا موت آنے والی ہے؟ اور اگر موت آنی بھی ہے تو کیا خالی پیٹ آنی ہے؟''

★

اگلے چوبیس گھنٹے فاطر اسلام کی زندگی میں کیا بدلاؤ لانے والے تھے اس کے بارے میں اس نے اپنی اکتیس سالہ زندگی میں کبھی نہ سوچا تھا اور نہ کبھی بھولے سے خیال آیا تھا۔ سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑا دبیر سامنے لگا تماشہ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"مگر میرا قصور کیا ہے؟" بگڑی داڑھی والے اس جلادی عیبک کی گرفت سے آزاد ہوتے ہوئے اس نے سامنے کھڑے ھبتہ اللہ سے چیخ کر سوال کیا۔ چہرے پر بے رحم مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس چھوٹے قد اور نقلی آنکھ والے آدمی نے آگے آتے اس کی بات کا جواب دیا۔

"ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا؟" فاطر کی مزاحمت یکدم ٹھہر گئی۔ دبیر دیوار سے ٹیک لگائے اسکے چہرے پر آئے بے یقینی کے کئی رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔ زہر؟ ملکہ؟ وہ انسان چیونٹی نہیں مار سکتا، یہ لوگ اس پر زہر دینے کا الزام لگا رہے ہیں۔

ھبتہ اللہ نے اپنی بات جاری رکھی۔ "تم خادم خاص ہو۔ وہ شخص جو ملکہ کا ہر کام سب سے پہلے کرتا ہے۔ ملکہ کے گلاس میں مشروب تم ہی نے ڈالا تھا اور ان کے مشروب سے زہر نکلا ہے۔ ظاہر ہے وہ زہر تم ہی نے ملایا ہو گا آخر کو تم دوسرے ملک کے جاسوس جو ٹھہرے۔" فاطر کی زبان تالو سے جا لگی۔ اس کو سمجھ ہی نہ آیا

کہ وہ اپنی صفائی کن لفظوں میں پیش کریں۔کیسے سمجھائے ان کو کہ زہر تو کیا وہ المیرا کو پانی تک نہ دے۔

"میں نے زہر نہیں دیا۔" بہت مشکلوں سے اس نے یہ چند الفاظ ضبط کرتے کہے۔

ڈائنگ ہال کے سامنے موجود چوڑی سی راہداری میں تمام مرد اور دو تین عورتیں بمشکل خاموشی سے سامنے لگا تماشا دیکھ رہیں تھیں۔وہ بھی جانتے تھے کہ خادم نے ہی زہر دیا ہو گا۔آخر کو خادم کیوں نہیں دے گا۔وہ ملکائیں جو خادموں کو مرواتی تھیں کبھی تو کوئی خادم چاہے گا کہ وہ کسی ملکہ کو مارے۔

سرگوشیاں، کھسر پھسر، اندازے سب یکدم رک گئے۔فاطر نے ھبتہ اللہ کی پشت پر رکتے شخص کو دیکھا۔سیاہ کافتان اور بے ڈھنگے سے تاج میں چل کر آتی نگار نے اپنی چھڑی مضبوطی سے زمین پر ماری۔لوگ نظریں جھکاتے کونوں میں دبک

کر بھاگ گئے۔عیبک نے مشکل سے ہی سہی مگر فاطر کو گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھایا۔وہ آدمی پتلا سا تھا مگر اس میں طاقت کتنی تھی۔

فاطر نے نظریں نہیں اٹھائیں۔اندھیرے میں لگے اس میلے کو دبیر روشنی میں کھڑے دیکھ رہا تھا۔وہ جانتا تھا اس وقت فاطر غصے میں ہو گا اور اگر عیبک نے اس کی کلائیاں نہ پکڑی ہوتیں تو وہ سامنے کھڑے ھبتہ اللہ کی گردن دبوچ لیتا۔

"ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا؟"ٹھنڈا یخ سوال جس پر بھی فاطر نے گردن نہیں اٹھائی۔نگار کے سکون میں البتہ رتی برابر بھی فرق نہ آیا۔وہ ایک قدم مزید آگے آئی اور چھڑی سے اس کی ٹھوڑی بے دردی سے اٹھائی۔"ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا؟"الفاظ توڑ توڑ کر ادا کیے شاید یہ انسان کچھ بول پڑے مگر وہ صم بکم بنا اسے گھورتا رہا۔

"نگار جی! آپ رہنے دیں اس سے ہم اگلوا لیں گیں۔" ھبتہ اللہ کا پیچھے سے منہ کھولنا اسے بھاری پڑ گیا۔ نگار نے چھڑی گھماتے اسکے جبڑے پر دے ماری۔ ھبتہ اللہ کھڑکڑا کر پیچھے ہوا۔

"بکواس بند کرو۔ اگر تم نے اس پر نظر رکھی ہوتی تو یہ نہ ہوتا۔" لہوا سکی آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔ غریب کی بہن پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اسکا بس چلے تو اس جہاز کو تہس نہس کر دے۔ "اور کتنوں کو زہر دینے کے احکامات ملے تھے؟" وہ دوبارہ فاطر سے مخاطب ہوئی۔ سنجیدہ تاثرات اب قابو میں تھے۔

وہ جو پوری عمر سچ کی راہ پر چلتا آیا تھا آج کیسے سب کے سامنے اس پر ایسا الزام لگایا جا رہا تھا۔ وقت بھی کیسے کایا پلٹتا ہے جس المیرا کو اس نے الزام لگا کر جیل بھجوایا تھا آج چند لوگ اسی المیرا کو مروانے کے الزام میں اس کو گرفتار کر چکے تھے۔ ایک لمحے کے لیئے فاطر کو المیرا پر رشک آیا۔ دنیا، وقت، روایت جو بھی ہو تاج، تخت، آسائش فریبکاروں کے حصہ میں ہی آتے ہیں۔

''میں نے ملکہ کو زہر نہیں دیا۔'' سر جھکاتے اس نے سرگوشی کی۔ کندھے بوجھ تلے جھک گئے۔ کیا متوازی دنیا اسکی بہادری کو بزدلی میں بدل رہی تھی؟

اسکی ڈھٹائی پر نگار کے جبڑے تن گئے۔ کافتان سنبھالتے پیچھے ہوئی اور حکم صادر کیا۔ ''تہہ خانے میں قید کر دو۔'' یہ آخری الفاظ تھے جو فاطر کی سماعت سے ٹکرائے کیونکہ اگلے ہی لمحے اس کے چہرے کو بوری سے ڈھکتے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا اس کو کہاں لے کر جایا گیا اس کو کچھ نہیں معلوم۔ بس اتنا معلوم تھا کہ کہیں ٹھوکرے کھائیں، کہیں لاتے، کہیں مکے، کہیں وہ ڈگمگایا، کہیں وہ ٹھہرا، کہیں لڑکھڑایا مگر کہیں بھی اس کے قدم رکے نہیں۔

www.novelsclubb.com

اسے دبیر کے قریب سے ہی سیڑھیاں پار کرواتے اوپر کی طرف لے کر گئے۔ قریب سے گزرتے اونچے خادم کو اس نے بغیر روکے آگے جانے دیا۔ سر اٹھایا تو

اسے سیڑھیوں کی شروعات پر گل جان کھڑی دکھی۔ڈری، گھبرائی، بے حس و حرکت۔ان کے گروہ کا ایک اہم سرا قید ہو رہا تھا۔

دبیر سے نظریں ملنے پر وہ اسکا سوال پڑھ چکی تھی۔مایوسی سے چہرہ جھکاتے المیرا کی حالت کا پیغام دیا جواب تک بے ہوش اپنے کمرے میں موجود تھی۔ گروہ کا دوسرا سرا موت کے منہ سے لوٹا تھا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے ہاتھوں میں رسا ڈال کر اس کو کھینچا جا رہا ہو۔ اس کی بڑبڑاہٹ اور سسکیاں اس بوری کے ذریعے باہر نہ نکل پائی۔

www.novelsclubb.com

تقریباً پندرہ منٹ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ رکنے پر اسے اپنا آپ زمین سے ٹکراتا محسوس ہوا۔ سلاخ دار دروازے کی ایک مرتبہ کھلنے اور پھر ٹھاہ سے بند ہونے کی آواز آئی۔ فاطر اسلام نے مزاحمت نہ کی۔ وہ جانتا تھا کہ مزاحمت بیکار ہے کوئی اس

کی کیوں سنے گا۔ عورتوں کے بے جا زور زبردستی کے سامنے کوئی ایک جاسوس اور غدار کی کیوں ہی سنے گا۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد اس کے چہرے پر سے وہ بوری ہٹا دی گئی۔ چہرہ بے نقاب ہونے پر آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہ ایک کال کوٹھڑی تھی باقیوں سے مختلف اور باقیوں سے کافی دور جہاں روشنی کا واحد ذریعہ سلاخ دار دروازے کے قریب جلتی مشعلیں تھیں۔ گھپ اندھیرا اور سامنے لگی زنجیرے۔

اسے پاؤں پر اٹھاتے دو مردوں نے زنجیروں سے باندھا۔ فاطر نے تب بھی مزاحمت نہ کی بس اپنے جسم کو اکڑائے رکھا۔ انہیں مشکل درپیش آئی کیونکہ وہ دونوں آدمی قد کاٹھ میں چھوٹے تھے۔ اس کے بدن سے جلبیہ ہٹاتے دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا یوں اس کے پاؤں بھی زنجیروں میں قید تھے اور ہاتھ بھی۔

توانا بھورے بازو زنجیروں سے جڑے اور بدن پر سیاہ رنگ کی بغیر آستین۔ اس کی گردن ڈھلکی تھی اور ماتھے پر ہمہ وقت جھولتی ایک لٹ آگے کو گر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دونوں مرد اسے تن تنہا چھوڑتے واپس چلے گئے۔اب فاطر تھا،اسکے خیالات اور ارد گرد کائی کی بدبو۔

★

کچھ خاموش لمحات بعد

قدموں کی چاپ پر اس نے سر ہلکا سا اٹھایا البتہ یہ ہلکا سا اٹھانے میں کہیں تجسس یا افراتفری نہ تھی۔وہ بیزار تھا اور اپنی بیزاری صاف ظاہر کر رہا تھا۔آنے والی کوئی عورت تھی جسے فاطر نے آج پہلی مرتبہ دیکھا۔

سفید لمبے گاؤن کے گلے پر سنہرا کام۔سفید بھورے بال جورے میں مقید۔یہ بال بڑھاپے کے نہیں مصنوعی رنگ کی نشانی تھے،اصل رنگ کو ہلکا کرنے کی نشانی۔ اسکے لیئے دروازہ کھولتے سامنے ایک کرسی رکھی گئی۔کرسی پر بیٹھتے اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔انداز کسی ماہر تفتیشی افسر سے کم نہ تھا۔

''کیسا محسوس کر رہے ہو؟''فاطر کو سمجھ نہ آیا یہ طنز تھا یا فکر۔آنکھیں چھوٹی کرتے اس نے تاثرات پڑھنا چاہے۔کوڑے،خالی،ناموجود۔

''سیدھے سوالات ہونگے سیدھے جوابات دینا۔''ہاتھ میں تھامی کتاب پر قلم سے لکیر پھیری۔''ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا؟''جواب دیئے بنا وہ اس عورت کا چہرہ ٹٹول رہا تھا۔اس عورت نے بھی ہمت نہ ہاری۔

''سوال دوبارہ دہرا دیتی ہوں.....کیا تم یہاں مارنے کی نیت سے آئے تھے؟''

پیچھے کھڑا عیبک اور اس کے ساتھ موجود ایک چغہ نشین خاموشی سے اپنے سامنے ہوتے سوال جواب کا سلسلہ سن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

فاطر کی خاموشی پر اس عورت کے سوال دیواروں سے ٹکراتے دوبارہ اس تک لوٹ آتے۔

"کیا تم ملکہ کے ساتھ یہاں جاسوسی کی نیت سے آئے تھے یا یہ تمہارا اپنا جارحانہ عمل ہے؟" فاطر اب اسکے بالوں کو گھور رہا تھا۔ ایسے بال اس نے پہلے کہاں دیکھے تھے؟

عورت نے عینک کے اوپر سے اسے دیکھا۔ کمرے کے تناؤ میں لمحہ بالمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ "زہر تمہارے ہاتھ کہاں سے لگا؟" فاطر پھر بھی خاموش رہا۔ "اور کس کس کو زہر دینے کا کہا تھا؟" اب کے اس نے سامنے ملزم کی نگاہوں پر غور کیا۔ ہلکا سا آگے ہوئی.....اس کی آنکھوں میں اب بھی کوئی تاثر نہ تھا۔

"دیکھو ہم تشدد کے بغیر سوالات کر رہے ہیں۔ بہتری اسی میں ہے کہ تم تعاون کرو۔" فاطر نے اب گردن بیزاری سے پھیر لی جیسے اسے اس سب میں دلچسپی نہ ہو۔ "اگر تم نے زہر نہیں دیا تو کیا تمہیں کسی اور پر شک ہے؟" ناگواری سے چھت کی طرف دیکھا جیسے وہ یہاں قید نہیں بلکہ سیر پر آیا ہے۔

وہ عورت اب پیچھے ہوئی، ہاتھ کے اشارہ سے عیبک کو آگے آنے کا کہا۔ چھت کی طرف دیکھتے فاطر اسلام کے چودہ طبق تب روشن ہوئے جب عیبک نے پوری طاقت سے کوڑا اسکی ٹانگوں پر مارا۔

ایک دلخراش چیخ اسی کمرے میں بلند ہوئے ختم ہو گئی۔ ٹانگ کی اوپری جلد اب جلنے لگی تھی۔ ظلم کی انتہا تو یہ کے اسکے ہاتھ تک بندھے تھے۔

" اگر تم تعاون نہیں کرو گے تو ہمیں باتیں نکلوانا آتی ہیں۔" اسکی تکلیف سے محظوظ ہوتے اس عورت نے عیبک کو پیچھے جانے کا کہا۔ فاطر لب دانتوں میں دبائے ٹانگ میں بڑھتے درد کو برداشت کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا خادم خاص؟ تم اپنے پیغامات کن کے ذریعے بھجواتے ہو؟ کون ہے تمہارا مددگار؟ کیا وہ اسی جہاز میں ہے؟" آخری سوال میں شک تھا۔ فاطر نے گہری سانسیں لیتے غصہ کو قابو میں رکھا۔ وہ جانتا تھا منہ کھلے گا تو چنگاریوں کا ایک سیلاب اس عورت کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔

''عیبک!''سفید بھورے بالوں والی کی پکار پر کوڑے کا وار اس مرتبہ فاطر اسلام کی پیٹھ تھی۔کمر جھک گئی۔گھٹنے مڑ گئے۔سانسیں دشوار ہوئیں۔

''کیا زہر دینا ایک منصوبہ تھا یا وقتی کوشش؟ہمارے سوالات کے جواب نہ دے کر تم اپنا ہی نقصان کر رہے ہو۔''

''اگر میں.....تم لوگوں کے...سوالات کے جواب دوں تو؟''رکتی ہوئی سانس اور ڈگمگاتے ہوئے قدموں پر کھڑے ہوتے اس نے بمشکل منہ کھولا۔عورت کی مسکان گہری ہوئی۔

''ہم تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گیں۔''جھکے ہوئے چہرے کو دیکھو تو وہاں اب ایک زہریلی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ملزم کی طرف سے ہلکی سی طنزیہ ہنسی سنائی دی تو کمرے کا ماحول تناو سے اچھنبے میں بدلا۔

''کذابوں پر میرا بھروسہ نہیں۔''اس کی رنگت متغیر،سانسیں ناہموار،دل کی دھڑکن تیز مگر اس کے باوجود بھی جب فاطر نے اپنا چہرہ اٹھایا تو وہاں موجود مسحور

کن تاثرات اس عورت کی قوت گویائی مفلوج کر گئے۔ماتھے سے پھسل کر آتی پسینے کی ایک بوند جبڑے پر آتی زمین سے ٹکرا گئی۔

"ملکہ کو زہر دینے کا کس نے کہا تھا؟" ٹھنڈی یخ سرگوشی جس میں اسکی نرمی کی آخری آگاہی تھی۔

فاطر نے ہونٹ کا کونا طنزاً اٹھایا۔"تمہارے باپ نے۔" عینک کے پار اس تفتیشی سپاہی کی آنکھیں آہستہ سے پھیلتی گئیں۔غصہ سے جبڑوں کی رگ ابھرنے لگی۔فاطر اسلام کی اس وقت دکھتی بھوری نگاہوں میں آگ تھی۔پر تپش اور پرزور۔

www.novelsclubb.com

وہ عورت اچانک سے کھڑی ہوئی اور عیبک کی طرف پلٹی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی فاطر کے اگلے الفاظ نے اسکو بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

''تمہارے بالوں کا اصل رنگ یہ نہیں ہے۔''اس خود اعتماد آدمی نے پوچھنے کے بجائے سیدھا بتایا۔سپاہی کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں مگر وہ خادم سے نظر نہ ملا سکی۔ وہاں دکھتی آگ اسے سلگا رہی تھی۔

''تم نے ہمارے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔اسی بات کو۔''

''تمہارے بال یقیناً بھورے ہیں۔''فاطر نے اسی بات کاٹی۔

''مدِ نظر رکھتے ہم تمہیں یہیں قید رکھے گیں۔چار پانچ دن۔''فاطر کی پرواہ کیئے بنا وہ بولتی گئی۔

''تازہ تازہ رنگ لگتا ہے۔''اس نے پھر ڈھٹائی سے اسکی بات کاٹی۔

''بند رہو گے تو عقل ٹھکانے آئے گی۔عیبک!''سلاخوں کے قریب جاتے کہا۔

''یہ رنگ تمہیں کہاں سے ملا؟''پہلا سوال اور وہیں تیسرا کوڑا۔غیر انسانی چیخ اور تشدد کا شور۔

زنجیروں سے جکڑے مرد پر اب عیبک کوڑے برسا رہا تھا۔ شروعات میں فاطر کے آنسو بھی نکلے مگر ہر اگلا کوڑا پچھلے سے درد میں کم مگر قوت میں زیادہ ہوتا۔

ذہن جو ماضی کی یادوں تک بھٹکتا جسم پر لگنے والا کوڑا اسے دوبارہ حقیقت کی طرف لے آتا۔

مورخ اس منظر کو ایک اور ظلم کی داستان تلے صفحے پر اتارے گا۔

★

بیس سال پہلے

وہ معصوم تھا.....بے وقوف نہیں۔

گیارہ سال کی عمر میں بھی وہ جانتا تھا کے سامنے کھڑی عورت اسکے باپ پر الزام لگا رہی ہے۔ وہ جھوٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

" اس لفافے میں وہ تمام تفصیلات موجود ہیں جو گواہی دیتی ہیں کے میں سچ بول رہی ہوں۔" سفید اور بھورے بلیچڈ بالوں والی اس عورت کا سر میرون سکارف سے برائے نام ڈھکا تھا۔ میرون رنگ کا کافتان پہنے وہ فاطر اسلام کے چھوٹے سے گھر میں فساد مچانے آئی تھی۔

" ظہور نے ایک سال پہلے مجھ سے خفیہ شادی کی تھی اور اب جب میں اسکے بچہ کی ماں بننے والی ہوں تو وہ میرا شوہر ہونے سے منکر ہے۔" صوفے پر گھٹنوں کے بل کھڑا بچہ خاموشی سے اپنی ماں کو اس عورت کے ہاتھوں استعمال ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اسکی ماں صدیقہ نے کبھی اسکے باپ کا اعتبار نہیں کیا۔

" میں بھی ایک عورت ہوں جسے تم سے ہمدردی ہے۔ تبھی تین ماہ انتظار کرنے کے بعد میں اب تمہارے پاس آئی ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے تم ایک جھوٹے آدمی کے ساتھ زندگی گزار رہی ہو۔" اپنے میرون رنگ کے آرکلک ناخن اس نے صدیقہ کے کندھے پر رکھے۔ حیرت اور بے یقینی میں کھڑی اسکی ماں نے ایک

www.novelsclubb.com

مرتبہ یہ سوال نہ کیا"تم اسکے ساتھ اس دھوکے میں شریک تھی مگر جب اس نے تم سے منہ پھیرا تو تم مجھے بھی برباد کرنے آگئی۔"

" تم چاہو تو نکاح نامے پر اپنے میاں کی دستخط دیکھ سکتی ہو۔میری الٹراساؤنڈ رپورٹ پر بھی گارڈین کے طور پر ظہور کے دستخط ملیں گیں۔"اس کی ماں صدمے کی کیفیت میں پیچھے رکھی ڈائنگ میز کی کرسی پر ڈھے گئی۔گھر میں موجود اس وقت تین افراد کہانی کے مختلف ارکان تھے۔

صدیقہ اسلام جس نے اپنے خاندان کے خلاف جاتے اپنی ثقافت کے باہر شادی کی اور پندرہ سال تک ابولا سلام ظہور سے وفا نبھائی۔

www.novelsclubb.com

فاطر اسلام جو سرتاپیر ابولا سلام ظہور کی محبت میں ڈوبا تھا اس وقت ایک تماش بین کی طرح خاموش کھڑا تھا۔

اور آخر میں رامین ابن موسی جوان دونوں محبت اور وفا میں ڈوبے انسانوں کو آکر ابوالسلام ظہور کے ایک نئے روپ سے روشناس کروایا۔

مصر میں واقع اس چھوٹے سے گھر کی دیواروں نے دیکھا تھا کس طرح ایک بیوی اپنے شوہر کے دھوکے پر کچے ثبوتوں کی بنیاد پر یقین لے آئی اور کس طرح ایک بیٹے نے کچے ثبوتوں کے ہونے پر بھی باپ کو دھوکہ بازوں میں شمار نہ کیا۔

دیواروں نے دیکھا تھا کس طرح ایک بیوی کی وفا ہار گئی اور اس کے بیٹے کی محبت جیت گئی۔

ہواؤں نے سنا تھا کس طرح ایک عورت نے دوسری عورت کے ساتھ مل کر اپنے شوہر کی برائی کی اور کیسے ایک بیٹے نے خود سے عورتوں کی نفرت تاحیات نبھانے کا عہد کیا۔

www.novelsclubb.com

★

صدیقہ اور ظہور یونی ورسٹی کے دور میں ملے تھے۔اپنی پی ایچ ڈی کی خاطر پاکستان سے مصر وہ یہاں کی ثقافت کے بارے میں پڑھنے آئی تھی جن دنوں ظہور ایک سوشل ایکٹوسٹ اور نجی ایجنسی کے لیئے جرنسلٹ تھا۔

کب اس ملک کو پڑھتے سمجھتے وہ اس انسان کو پڑھنے اور سمجھنے لگی جو اس ملک کا رہنے والا تھا اسے معلوم نہ ہوا۔ اندازہ تب ہوا جب وہ مکمل طور پر ظہور اسلام کی اثیر ہو چکی تھی۔

محبت تھی یا نہیں اس نے نہیں سوچا۔ صدیقہ کو ستائش تھی، لگاؤ تھا، ایسے انسان کا ساتھ چاہیئے تھا جس سے دنیا حسد کرے۔ ظہور نے سوچا تھا.....ان گنت مرتبہ سوال کیا تھا کہ اس نے آخر شادی کیوں کی۔ ہر بار اختتام پر ایک ہی جواب ملتا۔

ظہور ابو لاسلام ملکوں دور سے آئی اس عورت کو دل سے پہلے بھروسہ دے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

بکھرا دل سنبھل سکتا ہے۔

زخمی اعتماد نہیں۔

خاندان کے خلاف جاتے صدیقہ نے ملک چھوڑا اور اس آدمی سے شادی کی جس کی ترقی کی کہانی میں وہ شانہ بشانہ ہونے کی خواہشمند تھی۔

ظہور کے دونوں ماں باپ نہیں تھے سوائے کچھ چھوٹے بہن بھائی کے جنہیں اس کی ذاتی زندگی سے غرض نہیں تھی۔

شادی ہو گئی اور یوں زندگی کے نئے سفر کی ابتداء ہوئی۔

شاید اب خاتمہ ہونے کے لیئے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

نہ کہے گی، نہ کہلاوائی گی

بس جھوٹ کی اینٹیں لگاتی جائے گی

کچھ دیر کے لیے اس کال کوٹھری اور اندھیری قید کو چھوڑ کر دوسری منزل کی طرف سفر کرو اور ماہ ملکہ میں موجود سب سے آرائشی کمرہ ملکہ کے آرام گاہ میں آؤ۔

www.novelsclubb.com

المیرا اپنے بستر پے پر نیم دراز نارنجی چادر اس اپنے آدھے وجود کو ڈھکے ہوئی تھی۔ تقریباً تین گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد اب وہ ہشاش بشاش سی بیٹھی بلبل سے

ہاریسہ (سوجی کا بنا کیک) کی پلیٹ لے رہی تھی۔اسے دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کے تین گھنٹے پہلے موت کے منہ سے لوٹی ہے۔واقعی المیرا لوہے کی بنی تھی۔

چمچ کی مدد سے نوالہ منہ میں ڈالتے اس نے دبیر کہ بولنے کا اشارہ کیا۔پھیکی زبان پر یک دم مٹھاس سی گھل گئی۔

''میں نہیں مانتا کہ خادم خاص نے آپ کو زہر دیا ہے۔''پہلی مرتبہ دبیر نے بات کا آغاز اتنے لمبے جملے سے کیا۔المیرا نے مزہ لیتے ہاریسہ کا ایک اور نوالہ لیا۔

''خادم خاص نے ذہر نہیں دیا.....یا پھر سرے سے کسی نے ذہر نہیں دیا؟''المیرا نے بلبل کو دیکھا اور پھر دبیر کو۔بلبل کے سامنے تو وہ کھل کے بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔

''خادم آپ کا وفادار ہے ملکہ۔''

''مردوں میں وفاداری نہیں ہوتی۔''دروازے کے ساتھ کھڑی گل جان خاموش سامع کی طرح ان دونوں کی تکرار سن رہی تھی۔

''باقیوں کا علم نہیں مگر آپ کے مرد میں وفا ہے۔''ہاریسہ کھاتے المیرا نے لمحہ بھر کو ٹھہر کے دبیر کو دیکھا۔فاطر جو کبھی اسکی وکالت کرتا تھا آج دبیر اسکی پشت پناہی کرنے موجود تھا۔

''تم باہر جاؤ بلبل،مجھے ضرورت ہو گی تو بلا لو نگی۔''

''معذرت ملکہ،مجھے نگار جی کی طرف سے.....''المیرا نے اسکی بات کاٹی۔

''نگار کے سر پر تاج ہے یہ میرے؟''بلبل نظریں جھکائی کھڑی رہی۔''میں تمہاری آسانی کے لیئے بھیج رہی ہوں یہاں سے۔جاؤ اور ذبیح اللہ کو بولے ملکہ کے لیئے تازہ پھلوں کا شربت بنایا جائے انہیں کمزوری ہو رہی ہے۔''ڈرامائی انداز میں ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔بلبل ٹس سے مس نہ ہوئی۔المیرا کی ساری اچھائی پانی میں ڈوب گئی۔

''تم ایک منٹ کے اندر یہاں سے غائب نہ ہوئی تو نگار کی پالتو مچھلیوں کے آگے ڈال دونگی۔''بلبل پھر بھی نہ ہلی۔المیرا ہکا بکا اس عاجزی کے پیکر کی ڈھٹائی دیکھتی گئی۔

''خادم کے علاوہ بھی آپ کے بڑے دشمن ہیں ملکہ۔''دبیر جانتا تھا اگر المیرا کی توجہ نہ ہٹائی تو وہ آدھا گھنٹا بلبل کے ساتھ ہی کھپتی رہے گی۔ایک سلگتی نگاہ اپنی کنیز پر ڈالتے المیرا نے پہلو بدلا۔

''تو کیا وہ سب بھی مجھے مارنا چاہتے ہیں۔کیا منصف آپ بھی کسی پر الزام لگا رہے ہیں؟''المیرا سوال کے بدلے سوال کر رہی تھی۔

''ثبوتوں کے بغیر ہم یہ اخذ نہیں کر سکتے۔''

''ہر گناہگار ثبوت کا حقدار نہیں۔''

www.novelsclubb.com

''میں منصف ہوں ملکہ.....یہ مقام آپ کی عطا ہے اور انصاف قائم کرنا میرا فرض۔''بلبل اور گل نے ان کی گفتگو میں حصہ نہیں لیا۔

''تو یہ مقام میں چھین بھی سکتی ہوں۔''المیرا نے جتاتے لہجہ میں کہا۔

''میں آپ کے فیصلے کا احترام کرونگا۔''جھکی نگاہوں کے ساتھ دبیر کا دوبدو جواب المیرا کے لیئے ثابت قدم رہنا مشکل بنا رہا تھا۔اب تک تمام جہاز کو علم ہو چکا تھا کہ زہر دینے والا ملکہ کا اپنا ہی خادم ہے اور ہر کسی نے بغیر شک وشبہ اور سوال کئے یہ یقین کر لیا کہ آخر کیوں نہیں ایک مظلوم غلام اپنی ظالم ملکہ کو مارنا چاہے گا۔

''جان کی امان ہو تو ایک سوال کرنا چاہوں گا۔''کچھ ہی دیر بعد دبیر کی آواز آئی۔ المیرا نے ہاتھ کی مدد سے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

''آپ کو کیوں ہے اتنا یقین کہ خادم ہی آپ کے قتل کا خواہشمند ہے؟''دبیر کے سوال پر اپنے ہاریسہ کو دیکھتی لڑکی نے بے اختیار گردن اٹھائی۔منصف اپنی ہلکوں کے کھڈوں میں ڈوبی نگاہوں سے براہِ راست اسے دیکھ رہا تھا۔

(''کیونکہ وہ نفرت کرتا ہے مجھ سے۔'')المیرا نے دل ہی دل میں سوچا۔''اسکا غیر ملکی ہونا ہی مجرم ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ا''لمیرا نے گردن کچھ مزید بلند کرتے کہا۔سفید لمبے لباس اور سر پر بندھے بھورے کپڑے والا آدمی قد میں مزید چھوٹا لگا تھا۔دبیر اور کسی کے حق میں دفاع کرے، کیا واقعی متوازی دنیا اس جیسوں پر بھی اثر کرتی ہے۔

''غیر ملکی تو پھر محافظ بھی ہوئی۔کیا وہ ملزم نہیں ہو سکتی؟''دبیر کے کہنے پر دروازے کے ساتھ کھڑی گل یکدم گھبرائی۔المیرا نے آنکھ کے کنارے سے اسے ہتھیلوں کو رگڑتے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

''وہ غیر ملکی ہونے کے ساتھ جس مقام پر فائض ہے وہ ملکہ کے اعتاب کا پرانا نشانہ رہا ہے۔وہ یقیناً بدلہ چاہتا تھا۔''المیرا نے خالی برتن بلبل کی طرف بڑھاتے کافی سست روی سے کہا۔

"وہ ایک پرائے ملک سے ہے بھلا اسے ہمارے ماضی سے کیا غرض۔" المیرا جتن کرتے اسے لاجواب کرنے میں مصروف تھی جبکہ حقیقیت ہمیشہ یہی رہی تھی کے دبیر کے سامنے اسکی چالاکی صفر ہو جاتی ہے۔

چائے کی پیالی میں دیکھتے اسکی آنکھوں میں کئی سوال تھے، کچھ اندیشہ اور بے شمار گتھیاں۔

"کیا اس معاہدہ کے پیچھے وجہ میرا قتل تھا؟ لیکن نہیں! اگر میں مر گئی تو زندہ تو اسے بھی چھوڑا نہیں جائے گا۔ بے نام موت تو اسے مرنا ہی نہیں تھا تو پھر وہ کیوں زہر دے گا؟ ویسے بھی وہ پیٹھ پر وار کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔" اپنے خیال پر وہ ہلکا سا مسکرائی۔ "پیٹھ پر وار کرنے والوں میں سے نہیں ہے مگر بے جا قید کرنے والوں میں سے ضرور ہے۔"

اس کے دل میں موجود فاطر کے لیے بدگمانی اس قدر تھی کہ اگر تم اس کے سامنے سونے کے حروف میں بھی لکھ دو کہ فاطر نے اسے زہر نہیں دیا تو وہ سونے

کے حروف کو بھی پیتل مانے۔ لیکن آج جس انداز میں وہ اسکی طرف آیا تھا اس نے المیرا کی عقل کو الجھا دیا۔ وہ لاکھ کوشش کر کے خود کو یقین دلاتی کے نفرت کرنے والا کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔ وہیں وہ ایک کمزور لمحہ کسی جگنو کی طرح ٹمٹماتا اس تک آتا اور یاد دلاتا کہ ''نفرت کرنے والے کو اس وقت تمہاری ضرورت ہے۔''

''اف خدایا! کیا گل بن گئی ہوں۔ سوچے چلی جا رہی ہوں۔'' چائے کا گھونٹ بھرتے اس نے خود کو ڈپٹا۔

★

وہ ابھی تک اسی عالم میں کھڑا تھا۔ پاؤں میں زنجیریں اور بندھے ہاتھ دیوار سے لگے۔ مسلسل دو گھنٹے کے تشدد اور چار گھنٹے کے سوال جواب کے بعد نہ اس نے کچھ اگلا نہ اس نے کسی سوال کا جواب دیا۔ نا جانے وہ کس پتھر کا بنا تھا..... یہ بات انہیں بھی سمجھ نہ آئی۔ سیاہ بغیر آستین میں موجود اس کے وجود پر جا بجا خراشیں اور

www.novelsclubb.com

رستا ہوا خون درد کی اونچی پکار تھیں مگر وہ خاموش تھا۔فاطر اسلام اور خاموشی؟ دیکھنے والا بھی اپنی آنکھیں مسل لے۔

اس قید میں نہ کوئی قدرتی روشنی تھی نہ سانس لینے کے لیے موجود کوئی روشن دان ۔بس سلاخیں اور اس کے سامنے کھڑے سپاہی۔

کچھ دیر بعد کہیں بہت دور سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ان چھے گھنٹوں میں پہلی مرتبہ قیدی نے کسی کے قدموں کی چاپ پر گردن اٹھائی تو آنکھوں میں بیزاریت کے بجائے شناسائی کا تاثر دکھا۔ان قدموں کی گونج کو وہ باآسانی پہچان جاتا....پھر چاہے وہ خاموش ویرانہ ہو یا لوگوں کا مجمع۔فاطر کو متوجہ کرنے کے لیے المیرا کے قدم ہی کافی تھے۔

"روشنی کرو۔" بارعب آواز پر ہلچل مچ گئی۔فاطر نے کوئی ردعمل نہیں دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کال کوٹھری کے ساتھ موجود ایک ننھی شمع جلائی گئی۔اس شمع کی روشنی بس اتنی تھی کہ قیدی کو آنے والے کی شکل نظر آئے۔

المیرا نے ڈھیلا ڈھالا سا سیاہ کا فتان پہنا تھا، سر پر کوئی تاج نہیں اور ہلکے بھورے بال چہرے کے اطراف میں بکھرے گردن کی ہڈی تک آتے۔اس کے کندھے کے پار عیبک کھڑا دکھا۔فاطر کی نظر پڑتے اسے اس جلاد کے طوفانی ہاتھ یاد آئے۔

فاطر کی حالت قابل ترس تھی۔چاہتے ہوئے بھی اسے ہنسی نہ آئی۔کیا یہی اسکی خواہش نہیں تھی؟

"آزاد کرواس کو۔"فاطر کو دیکھتے اس نے عیبک سے کہا۔دونوں کی نگاہیں ملیں اور جب فاطر اور المیرہ کی نگاہیں مل جائیں تو ارد گرد کیا ہے یہ معنی نہیں رکھتا۔

عیبک نے کچھ کشمکش کے عالم میں اس کو دیکھا جیسے اس کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔"آزاد کرواس کو۔کتنی دیر سے اسی حالت میں ہے۔"

"چھے گھنٹے۔"ایک سپاہی نے جواب دیا۔

''آزاد کرو اس کو۔ پاؤں سے بیڑیاں ہٹاؤ۔'' سپاہیوں نے وہیں کھڑے کھڑے ایک دوسرے کے دیکھا۔ ''نگار جی کے سخت احکامات ہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں آزاد نہ کیے جائیں۔''

''نگار ملکہ ہے یا میں؟'' بھنویں اچکاتے ہوئے وہ عیبک کی طرف پلٹی۔ ایک تو ہر کوئی یہاں نگار کا چمچا تھا۔ چار و ناچار عیبک نے گردن جھکاتے سپاہیوں کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا۔

کچھ ہی دیر میں فاطر آزاد تھا۔ پاؤوں سے زنجیرے نکل گئی اور لٹکے ہوئے ہاتھ واپس اپنی جگہ آ گرے۔

www.novelsclubb.com

''اس کو قریب لے کر آؤ۔'' المیرا اندر نہیں جا سکتی تھی تو کیا ہوا فاطر تو باہر آ سکتا تھا۔ انہوں نے فاطر کو اپنے کندھوں پر سہارا دیتے سلاخ کے پاس لا گرایا۔ وہ اب سلاخوں کی طرف پیٹھ کیے ٹانگیں سامنے پھیلائے بیٹھا تھا۔

آخر کار المیرا کو کمینی سی خوشی ہوئی۔اب ہوئے تھے ناوہ برابر۔ایک وقت تھا جب وہ بھی یونہی قید میں تھی۔ہاں وہ الگ بات تھی کہ اس کی حالت اتنی ابتر نہ تھی،نہ ہی اسے مارا گیا تھا اور نہ ہی اسے بھوکا اور پیاسا رکھا گیا تھا۔

"کیا اس نے کچھ کھایا ہے؟" یہ اس کی فکر نہیں تھی وہ تو بس جاننا چاہ رہی تھی کہ اس کو کس حد تک تکلیف دی ہے تاکہ وہ اپنا بدلا اس حساب سے لے سکے۔آخر کو اس کی ایک یہی تو خواہش تھی کہ جس انسان نے اس کو قید کیا تھا، جس انسان نے اس کے اندر یہ خوف ایجاد کیا تھا وہ بھی تنہائی سے ڈرتی ہے ایک دن وہ بھی خوف زدہ ہو۔

www.novelsclubb.com

سلاخوں کے قریب.... گھٹنوں کے بل جھکتے اس نے ٹانگوں کے گرد بازو حائل کیے۔"مرحبا ابولا سلام۔" کھنکتا ہوا محظوظ لہجہ جو شمع کی جلتی چنگاڑی کی آواز کاٹتا دریو دیوار میں گونجا۔

فاطر نے کوئی جواب نہیں دیا۔اسکے نیم رخ پر پڑنے والی نارنجی روشنی ماتھے پہ موجود ننھی پسینے کی بوندیں، بکھرے ہوئے بال اور گالوں پر موجود مٹی کے لگے ہوئے نشانات کو واضح کر رہی تھی۔المیرا کچھ دیر تک اس کو دیکھتی رہی جواب کی چاہ نہیں تھی دیکھنے کی خواہش تھی۔

''قید مبارک ہو۔''اپنی شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے یہ اگلے الفاظ کہے۔

فاطر نے پھر کوئی جواب نہ دیا، شاید وہ ہار مان چکا تھا۔

'' کچھ بولو گے یا زبان گروی رکھوادی ہے جاسوس نمبر ایک۔''اس پر بھی فاطر کا جواب نہ آیا تو المیرا گھبراہٹ کی جگہ غصہ آیا۔اپنی بات پر خاموشی اسے ناپسند تھی۔ گہری سانس بھرتے اس نے عیبک کو جانے کا اشارہ کیا۔

''جاؤ تم یہاں سے۔''

'' مگر نگار جی۔۔۔۔''

''جاؤ تم یہاں سے۔''اس بار کچھ سختی سے کہا۔''تم دونوں بھی جاؤ۔''سپاہیوں کو بھی دفعان ہونے کا عندیہ دیا۔

جب وہ تینوں (دو عورتیں اور ایک مرد) وہاں سے چلے گئے تو ملکہ نے سلاخوں کے ساتھ کندھا لگا لیا۔یوں کے اسکا چہرہ فاطر کے نیم رخ کو دیکھ رہا تھا۔ہمیشہ کی طرح المیر افاطر اور روشنی کے بیچ آ گئی۔

ملکہ نے سنجیدگی سے اس کے زخموں کو جانچا۔بازوؤں پر جمے خون سے ہوتیں نظریں آنکھ کے کنارے بنے نیل پر ٹھہریں۔ٹھوری پر لگے زخم سے نظریں چرائیں تو انگلیوں پر بنی خراشوں پر رک گئیں۔''کس نے کیا ہے یہ؟''اس کا لہجہ سخت مگر آواز دھیمی تھی۔ضبط کا کڑوا گھونٹ بھرتے جیسے استفسار کیا ہو۔فاطر خاموش رہا۔

''کہیں تمہاری زبان تو نہیں توڑ دی انہوں نے؟ ادھر دکھاؤ۔'' مسکراتے ہوئے تھوڑا سا آگے آئی۔ جتنا ماحول کو وہ آرام دہ کرنا چاہتی تھی فاطر اتنا ہی تناؤ زدہ کر رہا تھا۔ تھک ہار کر اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور موضوع پر آنے کا فیصلہ کیا۔

کچھ دیر بعد آواز آئی۔ ''تم نے..... تم نے مجھے زہر کیوں دیا؟'' انگلیوں کے ساتھ کھیلتے اسکے لہجہ میں خود پر بھی شک تھا۔ المیرا اور اعتماد میں کمی ایک عجیب منظر تھا۔

''میں نے تمہیں زہر نہیں دیا۔'' بہت گھٹی سی آواز میں یہ اس کا پہلا جملہ تھا جو فاطر نے اس کی کسی بات کے جواب میں کہا ہو۔ آخر کار المیرا کو فتح ہوئی کم از کم وہ بولا تو۔

www.novelsclubb.com

(ڈوبتے سوج کی آخری کرن عرشے سے ٹکراتے اسکے قدموں میں جھکی تھی۔ تیر کمان کو کپڑے سے پونچھتے گل اپنے کام میں منہمک تھی۔ جہاز کے پچھلے عرشہ پر وہ تن تنہا تھی جب اسے اپنی پشت پر کسی کا سایہ بنتا محسوس ہوا۔ بغیر کسی چاپ کے ایک ہی شخص آتا تھا۔ کمان پر ہاتھ رک گئے۔)

''تم نے نہیں دیا تو پھر کس نے دیا ہو گا؟ کون مجھے مارنا چاہے گا؟''اب اسکے لہجے میں تحقیق اور فاطر پر نا قابلِ اعتباری کی جھلک تھی۔

''وہیں جن کے نظام کو تم درہم برہم کر رہی ہو۔'' گردن پھیرتے ہوئے اس نے خالی لہجہ سے المیرا کی طرف دیکھا۔ سیاہ ستونوں کے پیچھے ان امبر نگاہوں سے جھلکتی شمع کی روشنی المیرا کے حساسیات مفلوج کر رہی تھی۔ کچھ دیر کے لیئے اس کے جھوٹ ان کی ذہانت کے سامنے بول نہ سکے۔

'' تمہیں میں نے منع بھی کیا تھا ان کے فیصلوں میں مت بولنا۔''اس کی آواز مدہم تھی یوں جیسے کوئی کسی بچے کو اسکی غلطی پر ہمدردی سے کہتا ہو۔ ''کتنی دفعہ تم نے ان کو اکسایا ہے۔ ایک بار نہیں بار بار۔ وہ تو مجھے مروا دیں گیں۔ ان کا کیا ہے تم اکیلی رہ جاؤ گی۔''فاطر کے آخری جملے پر وہ جو بولنے لگی تھی رک گئی۔ فاطر اسلام مر سکتا ہے؟.....فاطر اسلام؟

دل کی دھڑکن بے ہنگم ہوئی۔

(گل جان نے دھڑکتے دل کو قابو کرتے گردن پھیرتے پیچھے دیکھا۔دبیر السازار وہاں موجود شاید اسکی توجہ کا منتظر بھی۔

"تم جانتی ہوں اصل مجرم کون ہے۔"کیا کمال اعتماد تھا کے پوچھنے کی جگہ بتایا گیا۔)

"گل تم سے ناراض ہے وہ تمہاری مدد نہیں کرے گی۔دبیر؟....دبیر کو تو رہنے ہی دو وہ تو ویسے بھی تمہارے کسی کام کا نہیں۔"المیرا نے لب چباتے نیچے دیکھا۔" تمہاری صرف یہاں میں سن رہا تھا۔ہمیں یہاں سے تم نکال سکتی ہو اور تمہارے یہاں رہنے کے لیئے ہماری موجودگی ضروری ہے۔"فاطر بے جان بیٹھا اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔المیرا خاموش بیٹھی چہرہ جھکائے ہوئے تھی۔

(گل کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت رہیں۔"میں نے جب تم پر الزام لگایا تو تم نے عادت کے خلاف اپنا دفاع نہیں کیا۔"دبیر چل کر اسکے سامنے آیا۔"تمہیں خود

پر اٹھائی جانے والی ہر انگلی پر فالتو کی وضاحت دینے کی بری عادت ہے۔" گل کی ٹھوڑی گردن سے جا لگی۔ کیا آدمی تھا یہ؟

"بتاؤ گل جان تم جانتی ہو نا اصل مجرم کون ہے۔" دبیر السازار پر بالآخر متواز کائنات کا رنگ چڑھ چکا تھا۔)

"کیا لگتا ہے تمہیں کہ میرے جانے کے بعد کوئی اور خادم نہیں آئے گا؟ ہو سکتا ہے تمہارا جو اگلا خادم آئے وہ واقع میں تمہیں ایک دن زہر دے ڈالے۔"

"ایسا نہیں ہو گا میں ملکہ ہوں۔" فاطر نے اسکی کمزور دلیل کاٹی۔

"تخت کے ہمیشہ دشمن رہے ہیں۔" المیرا کا سانس ساکن ہو گیا۔ "تم انہیں جتنا اکساؤ گی ایک نا ایک دن اتنا بچتاؤ گی۔ یہ مت بھولو یہاں جو بھی ہے وہ تمہارا نہیں۔ تمہیں..... تم... یہ لوگ۔" بولتے ہی بولتے یکدم اس کو کھانسی کا دوڑا آیا۔ وہ اتنی شدت سے کھانسا کہ المیرا کا دل دہل گیا۔ سلاخ کو تھامتے ہوئے اس نے فاطر کو

اونچی آواز میں پکارا۔شور کی آواز سنتے ہی سپاہی عیبک سمیت بھاگتے ہوئے اندر آئے۔اگر فاطر مر گیا تو المیرا واقع اکیلی رہ جائے گی۔

"طبیب کو لے کر آؤ۔"سلاخ کے اندر سے ہی فاطر کی پیٹھ سہلاتے اس نے حکم صادر کیا۔چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔عیبک اپنی جگہ جامد کھڑا رہا۔

"میں نے کوئی حکم دیا ہے۔"المیرا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"نگار جی کہ احکامات...."جھکی گردن والے غلام نے کہنا شروع کیا۔

"جہنم میں جائے تمہاری نگار جی۔اگر میرے خادم کو کچھ بھی ہوا تو میں تم لوگوں کی سلطنت کو تہس نہس کر دونگی۔"عیبک کی بات کاٹتے وہ دھاڑی۔آنکھوں کی سختی گواہ تھی وہ واقع اپنی بات پوری کرے گی۔

ملکہ نے اپنی طاقت کا پورا استعمال کیا.....اور پھر جب ملکہ اپنی طاقت پر اتر آئے تو ایک وزیر کے حکم کی کیا اوقات۔

وہ دونوں سپاہی بھاگتے ہوئے گئے اور طبیب کو بلا کر لایا گیا۔

اگلی کچھ دیر تک اس قید خانے کا منظر کچھ بدلا رہا۔ فاطر اسلام کی مرہم پٹی کرتی ایک طبیب، پہرہ دیتیں دو سپاہی اور اطراف میں نظر رکھتا عیبک اضافہ تھے۔ ایک جس شخص کی کمی تھی وہ ملکہ ماہ بذاتِ خود تھیں۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

"بتاؤ گل جان تم جانتی ہو نا اصل مجرم کون ہے۔"

اپنے سامنے سفید لباس والے مرد کو گل کچھ دیر خاموشی سے دیکھتے رہی۔ سورج اب مکمل ڈوب چکا تھا۔ کچھ ہی دیر میں شام بھی ہو جائے گی۔ گہری سانس خارج کرتے اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ جھکے ہوئے سر کو دیکھتے دبیر نے جہاز کی بار سے ٹیک لگائی۔

"گل اور کسی کے ساتھ ناانصافی پر خاموش ہو جائے۔" دبیر نے اس پر طنز کیا۔" کیا تم وہی نہیں ہو جو ایک انجان لڑکی کے قتل کا معمہ حل کرنے بیٹھ گئی تھی یا پھر وہی جو ایک آدمی کے ناحق قتل پر سب سے لڑنے کو تیار کھڑی تھی۔" گل کی گردن دبیر کے جملے پر کچھ مزید جھک گئی۔

www.novelsclubb.com

پانی پر اوپر نیچے جاتا جہاز دور تک سمندر میں اکیلا تھا۔ گہرے سمندر کی سطح پر انسانی موجودگی کی واحد نشانی۔

خاموشی کے کچھ پل یونہی گزر گئے۔اپنے کمان کی سطح کو ناخن سے کرچھتے گل میں چہرہ اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔فاطر کی چیخیں اس نے بھی سنی تھیں۔ترس اسے بھی آیا تھا۔مگر یہ بزدلی.....اس کا کیا کرے۔

''تم سے بہتر تو المیرا ہے۔نفرت کا دعوی کرنے کے باوجود وہ فاطر کو آزاد کرنے کی نیت سے تہہ خانے گئی ہے۔''گل کی انگلیوں کی حرکت یک دم رکی۔چہرہ اٹھاتے سامنے دیکھا۔دبیر کا چہرہ کوڑا مگر اسکی نیت پختہ تھی۔

المیرا کب گئی؟

چمکتی نگاہوں میں دھیرے دھیرے سوچ کے سائے گہرے ہونے لگے۔

''اگر تم جانتی ہو تو بتا کر فاطر کی مدد کر دینا۔''کہتے ساتھ وہ اسکی ایک طرف سے ہوتے آگے بڑھنے لگا ایک خیال کے آتے رک گیا۔متوازی کائنات نے ان دونوں کو کہاں سے کہاں لے آئی تھی۔

وہ جو سب سے لاتعلق رہتا تھا آج دوسرے کے معاملے میں صف اول تھا۔

وہ جو ہر غیر شناسا مظلوم کے لیئے بے خوف ہو کر آواز اٹھاتی تھی آج ایک واقف کار مظلوم کے لیئے بزدل بنی خاموش تھی۔

"میں جانتی ہوں زہر کس نے دیا۔"

انکشاف پر ارد گرد ہر شے کی حرکت میں سستی آئی جس میں اولیت دبیر کے دل کو حاصل تھی۔ "میں نے اسے المیرا کے گلاس میں زہر ڈالتے دیکھ لیا تھا۔"

اگلے اظہار پر ہر شے کی جیسے رفتار دوگنی ہوئی ماسوائے دبیر کے دل کے، وہ ابھی بھی مدھم رو پر دھڑک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

★

کچھ گھڑیوں بعد

فاطر اسلام نیم غنودگی کے عالم میں تھا کہ دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔اس نے بمشکل آنکھیں کھلی رکھتے دو عورت سپاہیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔وہ اسے اٹھاتیں کندھوں پر سہارا دے رہی تھیں۔اس نے مزاحمت کی، چڑچڑا بھی ہوا جب دھندلی بصارت سے اسے دروازے کے قریب گل جان کھڑی دکھی۔اس کی آنکھوں میں رحم اور کسی حد تک فاطر کے لیے ترس بھی تھا۔شاید فاطر کے جسم پر لگے نشانات نے اس کے عزائم پختہ کر دیئے تھے۔

"کہاں لے جا رہے ہیں مجھے؟" بکھرتی سانسوں کے درمیان گل سے سوال کیا۔

گل نے گہرا سانس لیتے جواب دیا۔"ملکہ کو زہر دینے والی عورت کا علم ہو چکا ہے۔"

"عورت؟" فاطر نے بس صرف اس لفظ پر غور کیا۔"کیا ایک عورت دوسری عورت کی دشمن ہو سکتی ہے؟" جو حالت اس کی تھی وہ اس بات پر زیادہ غور نہیں کر سکا۔

اس کو سنبھالتے ہوئے قید خانے سے نکالتے روشنی کی طرف لے جایا گیا۔آٹھ گھنٹوں کے مسلسل اندھیرے کے بعد روشنی دیکھتے فاطر اسلام کی آنکھیں چندھیائی ضرور مگر کیوں کہ وہ آدھی نیند میں تھا تو نہ وہ کسمایا اور نہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ماہ ملکہ کے ہال کمرے میں موجود تھا۔

المیرا سفید کافتان پہنے سر پر تاج جمائے اپنے تخت کے سامنے کھڑی تھی۔اونچی کھڑکیوں کے پردے ہٹے تھے۔دور تک سیاہ رات کا جامنی اور نیلا سمندر تاحد نگاہ تک پھیلا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہال کمرے میں جگہ جگہ چراغ روشن تھے۔تمام عورتوں کا میلہ جہاں ایک طرف نگار اور اسکے ساتھی تھے۔دوسری طرف فاطر تھا جس کے گرد دو سپاہی۔

المیرا نے گل کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔گل نے تعظیم دیتے زرہ پہنے سینے پر ہاتھ رکھا۔خود کی غیر ہوتی کیفیت اور بے لگام دھڑکن کو قابو کیا اور گلہ کھنکھارتے ہال

کے وسط میں آئی۔اسکے گرد جیسے انسانوں کا جھمگٹا تھا۔اتنے زیادہ لوگوں کی آنکھوں کا منظر ہونے پر اس کی گردن پر پسینہ آیا۔

ملکہ نے اسے شروع کرنے کا اشارہ دیا۔خشک لب تر کرتے اس نے بولنا شروع کیا۔

"آج دوپہر جو بھی ہوا۔ملکہ کو زہر دیا گیا یا یوں کہہ لیں.....دینے کی ایک ناکام کوشش کی گئی۔سب نے ان کے خادم پر شک کیا سوائے (گل نے ترچھی نظر المیرا پر ڈالی) سوائے خود ملکہ کے کیونکہ۔"

"مجھے یقین تھا کہ اتنی جلدی اور اتنے آرام سے تو میں مرنے والی نہیں۔" گل کی بات کاٹتے المیرا کے کہنے پر ہال کمرے میں تعریفی آوازیں اور تالیوں کا شور بلند ہوا۔

گل نے گردن جھٹکتے دائیں بائیں کی۔(یہ چیسائر کیٹ نہیں بدلے گی۔)

''اپنی شک کی سچائی جاننے کی خاطر انہوں نے مجھے، اپنے محافظ خاص کو اس خاص کام پر لگایا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آخر زہر دینے والا تھا کون۔'' المیرا کی رٹی رٹائی کہانی کسی طوطے کی طرح دہراتے وہ دل میں ہی استغفار کا ورد کر رہی تھی۔ اللہ اتنے جھوٹ نہ بلوائے۔

''اور میں یہ تسلیم کرتے ہوئے بے حد شرمندہ ہوں کہ (اس نے چہرہ جھکا دیا) میں شروعات سے جانتی تھی مجرم کون ہے۔'' ہال میں سب کے سانس رکنے کی آواز آئی۔ گل نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں۔ اپنی بزدلی کا اعتراف کتنا مشکل تھا۔ اس میں اتنی ہمت نہ تھی کے چہرہ پھیرتے فاطر اسلام کو دیکھتی۔

www.novelsclubb.com

عام عوام کے علاوہ اونچے رتبے والی عورتیں مطمئن بیٹھی رہیں۔ غالباً انہیں بھی مجرم سے واقف کر دیا تھا۔

کچھ دیر اپنی انگلیوں سے کھیلتے رہنے کے بعد اس نے گہری سانس خارج کی۔ اب یہاں تک آ چکی تھی تو ہٹنے کے تمام راستے بند تھے۔

''ملکہ کو زہر دینے کی کوشش خادم خاص نے نہیں۔ ملکہ کو زہر.....''اس نے لبوں پر زبان پھیرتے حوصلہ جمع کیا۔''کی کوشش بلبل نے کی ہے۔''

تمام نگاہیں تخت کے بائیں جانب کھڑی سرخ رومال والی لڑکی کی طرف پلٹیں۔

ایک سور سا تھا جو گل جان کی آواز نے پھونکا۔ بھورے بال اور چھوٹے قد والی بلبل صدمے میں کھڑی بے یقین تھی۔ ہاتھ پہلو میں اور لب وا۔

اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ آنکھیں جو دیکھ رہیں تھیں اس پر دماغ انکاری تھا۔

" میں نے خود بلبل کو المیرا کے گلاس کی تہہ میں زہر لگاتے دیکھا تھا۔ ڈائنگ ہال کے دروازے سے جھانکتے مجھے لگا شاید وہ برتن صاف کر رہی ہے۔ مگر پھر دن کے درمیان میں مجھے یک دم خیال سا آیا۔''وہ تخت کے قریب کھڑی بلبل کی طرف پلٹی۔''ملکہ ماہ کے برتن صاف کرنا تو خادم خاص کا کام تھا۔''المیرا ابھی اب ہاتھ سامنے باندھے بلبل کے قریب کھڑی تھی۔

"میں خاموش رہی کیونکہ مجھے لگا کہ بلبل یہ کیوں کرنا چاہے گی۔ مگر پھر جب ملکہ نے مجھے یہ خاص کام سونپا تو میں خاموش نہیں رہ سکی۔ ملکہ ماہ کو مارنے کی کوشش کرنے والی کوئی اور نہیں بلکہ ان کی اپنی کنیز خاص بلبل تھی۔" یکدم عورتوں کی آنکھوں میں جیسے بلبل کے لیے نفرت اتر آئی۔ جہاں پر ستائش اور عزت ہوتی تھی وہاں گھن نے جگہ گھیر لی۔

فاطر اور دبیر اپنی جگہوں پر خاموش تھے۔

"سپاہیوں!" المیرا کی آواز پر کماری آگے آئی۔ بلبل جیسے کسی خواب سے جاگی۔ قدم پیچھے کرتے اس نے دور بیٹھی نگار کو دیکھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔" نفی میں گردن ہلاتے وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔ کمرے میں اس کی صدا کی گردش ہوئی لیکن قدم کسی نے نہ بڑھائیں۔

ایک طرف کو بیٹھی نگار کی گردن ہمیشہ کی طرح بلند تھی۔ اس نے بھی اپنی آزاد کی ہوئی کنیز کی دفاع میں کچھ نہیں بولا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔" اس نے دوبارہ کہا مگر سامنے المیرا تھی۔ ملکہ نے اس پر ایک نگاہ بھی ڈالے بنا جا کر اپنے تخت پہ بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا مجھے نگا....." منہ پر آنے والی بوری نے اس کی آواز کا راستہ بند کر دیا۔ کھینچتے ہوئے اسے دو عورتیں رسی کی مدد سے ہال کمرے سے باہر لے جا رہی تھی۔ خود کو آزاد کروانے کی تمام کوششیں ناکام تھیں۔ اسکی پشت بھی تنہا تھی اور کندھے بھی آزاد۔

گل نے قریب سے گزرتی بلبل کو دیکھا تو نظر دور ہی کھڑی بھوری نگاہوں سے جا ملیں۔ دبیر داد دے رہا تھا یا ملامت سمجھ تو تب آئے جب وہ چہرے سے اظہار کرے۔

★★★★

باب خادم

کیا دن تھا آج! یوں لگتا تھا صدیوں کی مسافت تہہ کر آیا ہو۔

اپنے کمرے میں رکھے پلنگ پر بیٹھے سر دیوار سے لگا تھا۔ روشن دان سے آتی رات کی چاندنی بستر کے کنارے رکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کھالو۔" بستر کے کنارے کھانے کے برتن رکھتے وہ دور ہو گئی یوں کے المیرا کی پشت فاطر کے چہرے کی طرف تھی۔

سیاہ لباس پہنے اسکے چہرے پر زخموں کے ہلکے نشانات تھے جبکہ جسم پر جابجا نیل پر دوا لگی تھی۔ دونوں کے درمیان لفظوں کا تبادلہ نہ ہوا۔ بہت دقت سے، مگر المیرا

عنایت محسن کے دل میں موجود فاطر اسلام کے نام کے گرد اندھیرے میں روشنی کی ننھی کونپلیں پھوٹتی ہوئی آئیں۔

فاطر کے میز پر بیٹھتے المیرا لب چباتے اسکے بولنے کی منتظر تھی۔سامنے جلتی مشعل کے قریب ہاتھ لاتے اسنے اپنے ہتھیلی دیکھی۔جھماکے سے ایک منظر ذہن کے پردے پر نظر آیا۔

لوگوں کا شور اور درمیان میں اسے گرنے سے بچاتا فاطر۔اس سے بات کرتا،اسے پکارتا،اپنے ہاتھ سے زندگی کی ڈور تھماتا وہ شخص جس سے اسے بے انتہا نفرت تھی۔

المیرا نے بے اختیار گردن زرا سی پھیر کر پیچھے بیٹھے آدمی کو دیکھا۔وہ ابھی بھی خاموش تھا،المیرا کے اندر ہوتے بدلاؤ سے لاپرواہ۔

فاطر کے چہرے سے نظریں ہٹاتے اس نے اسکی زخمی انگلیاں دیکھیں۔کچھ گھنٹے پہلے یہ ہاتھ صاف ستھرے تھے اور اب.....جگہ جگہ سے کھرچی جلد اور نشانات ان کی حالت قابل ترس بنا رہی۔

المیرا کا میز پر رکھا ہاتھ از خود بھینچ گیا۔ کس نے دیئے ہونگے اسے یہ زخم؟

"کیا سوچ رہے ہو؟" گہری سانس لیتے اس نے نظر پھیر لی۔ شاید مزید دیر گزرتی تو وہ زخم دینے والے کے ہاتھ ادھیڑ آتی۔

فاطر کی طرف سے خاموشی رہی۔

"کھانا کھالو تم کب سے بھوکے ہو۔" دیکھے بنا التجہ کی۔

"کیوں لائی ہو کھانا؟" فاطر کی آواز بیٹھی ہوئی مگر انداز وہی شکی تھا۔

المیرا نے روشن دان کی طرف سر اٹھاتے جواب دیا۔ "مجھے تمہارا کوئی احسان نہیں رکھنا۔" کوشش کے باوجود بھی وہ فاطر کا خود کی طرف بھاگ کر آنا بھولی نہیں۔

"کس چیز کا احسان؟" بستر پر بیٹھے مرد نے چہرے کا رخ روشن دان کی طرف پھیر لیا۔

''تم نے آج میری جان بچائی ہے۔مجھے تمہارا قرض دار نہیں رہنا۔'' چاندنی کی طرف دیکھتی لڑکی یہ نہ کہہ سکی کے اتنے سال تم میرے قرض دار رہے ہو اب میں یہ مقروض کا کھیل دوبارہ نہیں کھیل سکتی۔

''میں نے وہی کیا جو کسی عام انسان کے لیئے اس صورتحال میں کرنا چاہیئے۔'' چاندنی کو دیکھتے اس نے سچ کہا۔

عام انسان کے الفاظ پر المیرا کے جبڑے تن گئے۔ہاتھ اس بار غصہ روکنے کی غرض سے مٹھیوں میں تبدیل ہوئے۔

کرسی سے اٹھتے اس کے لہجہ میں اس بار جارجیت تھی۔

''جو بھی بات ہے مجھے کم از کم ''تمہارا'' احسان مند نہیں ہونا۔'' سینے پر بازو باندھے وہ جانے کے لیئے پلٹی۔

''معاف کیا تمہیں..... جاؤ اور اپنا کھانا ساتھ لیتی جانا۔'' بے رخی سے کہتے اس نے چہرہ اندھیرے کی طرف موڑ لیا۔ اسے دیکھنے سے اجتناب کرتی ملکہ کی برداشت جواب دے گئی۔ فاطر کی بیزاری کا سیدھا وار اسکی انا پر ہوا تھا اور جب انا درمیان میں آجائے تب جبر کہاں باقی رہتا ہے۔

تیزی سے اسکے سامنے آکر کھڑی ہوتے وہ اپنے اندر ابلتے لاوا کو پھٹنے کے لیئے تیار کر چکی تھی۔

''تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ آنکھوں سے فارغ ہو یا دماغ کام نہیں کرتا۔'' سفید اور سرخ لباس میں کھڑی ملکہ ہمیشہ کی طرح روشنی کا راستہ روک چکی تھی۔ ''کیوں تمہیں نظر نہیں آرہا کے مجھے فکر ہے تمہاری۔'' چیخ کر کہتے وہ اپنے ہی جملے کے گونج پر تھم گئی۔ ماتھے پر آئے بل ہولے سے آزاد ہوئے۔ کشادہ پیشانی پر چمک تھی۔ کمرہ جیسے اچانک ہی اسے چھوٹا ہوتا محسوس ہوا۔

فاطر نے آخر کار چہرہ اسکی طرف پھیر لیا۔ چبھتی ہوئی نظریں جو المیرا کو مکمل طور پر پڑھ سکتی تھیں۔

گھبراتے ہوئے المیرا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ المیرا عنایت محسن اور گھبراہٹ..... کیا یہ سچ تھا یا اسکا ایک اور دکھاوہ۔

''ہم ایک ٹیم ہیں ظاہر ہے مجھے تمہاری فکر ہو گی۔'' دل کی پکار کو خاموش کرنے کے لیئے کمزور دلیل دی۔

''تم پر اتنا بے جا ظلم ہوا ہے اگر میں تم سے آکر کھانے کا پوچھ لوں تو اس میں برائی کیا ہے؟'' اسکی وضاحت مضبوط تھی لہجہ کمزور۔

فاطر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ایک طرف رکھے سالن نان کو۔ ''یہی تو مسئلہ ہے تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ تم اتنی اچھی تو نہیں۔'' المیرا کو بغور دیکھتے کہا۔

''تم کیا سمجھتے ہو مجھے؟'' سینے پر بازو باندھتے اس نے فاطر کو للکارنے والے انداز میں دیکھا۔ہاں اپنے کچھ دیر پہلے کہے جملے کی گونج اب تک سماعت میں تازہ تھی۔

فرنچ دھاڑی والا مرد کچھ دیر اسے اپنے ازلی انداز میں دیکھتا رہا۔المیرا کا حوصلہ گھٹ رہا تھا۔بامشکل اسکے سامنے کھڑے اس کا دل کیا فاطر کا چہرہ پکڑ کر پھیر دے۔

''ایک خود غرض،لالچی اور احسان فراموش فتنہ۔'' عام صورتحال میں اگر وہ یہ بولتا تو المیرا باخوشی طنز میں ڈوبا تیز تیر اس تک مارتی۔مگر اس وقت.....اسکے سامنے کھڑے المیرا کو پہلی مرتبہ فاطر کے الفاظ زہر کی طرح چبھے۔چھ سالوں کی اس نفرت میں اس نے پہلی مرتبہ فاطر کی رائے بدلنے کی خواہش کی۔

''میں اتنی بھی بری نہیں ہوں ابوالاسلام۔''لہجہ میں خود اعتمادی ٹوٹنے کی جھلک تھی۔

''کذابوں پر میرا بھروسہ نہیں۔'' منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے اس نے کھانے کے برتن کھینچ کر قریب کیئے۔المیرا نے اسکا جملہ سن کر نظرانداز کر دیا۔فاطر کو نوالہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

توڑتا دیکھتے وہ پلٹی اور نیچے رکھے پانی کے مٹکے سے گلاس میں پانی نکالتے اسکے برتنوں کے قریب رکھا۔

"یاخدا اگر اس میں زہر ہے تو مجھے آسان موت دینا۔" نوالہ المیرا کے چہرے تک لاتے اس نے دعا کی۔ دل جلانے والی مسکان کے ساتھ اس نے نوالہ منہ میں ڈال لیا۔

المیرا کو وہ مسکراہٹ دیکھ کر آج غصہ نہیں آیا بلکہ فاطر کی مسکراہٹ دیکھتے آج اسکی ساری پریشانی باآسانی غائب ہو گئی۔

"بسماءاللہ پڑھ کر کھانا۔ بچپن میں سنا تھا ذہر کا اثر اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔" اپنے شوخ لہجے میں کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ پیچھے سے فاطر کی اونچی "یاسلام (میرے خدا!)" کی آواز پر اسکی مسکان کچھ مزید گہری ہوئی۔

★

کل کا خوفناک دن اگلے دن کے پرامنگ سورج کے ساتھ طلوع ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نئ خواہشات اور ایک نئے سحر کی طرف سفر کرتے ماہ ملکہ دھند کے بادلوں میں لپٹا تھا۔

اس دھند کے پار آنکھوں اور روح کو تازہ دم کر دینے والی روشنی ہو گی۔

سرمئی رنگ کا ہیروں سے سجے لباس اور ریشمی پوشاک پہنے المیرا عنایت اپنے دستے کی قیادت کر رہے تھی۔

ہاتھ آگے بندھے تھے اور لباس کے ایک کنارے سے اونچی نوکیلی جوتی دکھائی دیتی تھی۔ ٹھوڑی بلند کرتے لبوں پر ایک مغموم سی مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں میں خوشی اور ایک چالاک سربراہ کی چمک لیئے وہ دھند پر نظریں جمائے تھی۔

المیرا کے کندھے کے پار اسکا خادم موجود تھا۔ بازو پر پلستر اور آنکھ کے کنارے پٹی۔ وہ ہمیشہ کی طرح سب کو جہاز سے دھکا دینے کی چاہ میں تھا۔

آہستہ آہستہ سفر کرتے جہاز کی ایک طرف ادوب اور نگار کھڑی خاموش تھیں۔

ادوب مطمئن تھی اور نگار اس نئے بدلاؤ پر بھی خاموش۔

کل یمن کی طرف سے آنے والے پیغام میں ان کے خوفیا جزیرے کا نقشہ بھی موجود تھا۔اسے جزیرے کی طرف رواں المیرا کا دل خوشی اور خوف کے بیچ ڈگ مگ تھا۔

سارا جہاز اپنا سامان باندھے بالائی اور عقبی عرشے پر جمع ہو چکا تھا۔بچوں کی آنکھوں میں چمک، بڑوں کے دل کچھ مطمئن اور کچھ پریشان۔

ایک طرف دبیر بار سے پیٹھ لگائے خاموش تھا۔جبکہ دوسری طرف گل جان جنگی ساز و سامان کے درمیان بیٹھی تھی۔

دھیرے سے دھند کے بادل ہٹنا شروع ہوئے تو روشنی کی کرنیں پھوٹتے ان کے قدموں سے ٹکرانے لگیں۔قدرت کے حسن کا ایک دلکش منظر۔کرنیں رینگتے ہوئے تکون کی صورت کھڑے دستے میں ہر انسان تک پہنچی۔

جزیرے پر پہلی نگاہ شاید آخری بننے والی تھی۔ سبزہ زار اور اوپر نیچے جاتے ڈھلان۔ انکے جہاز پر نظر پڑتے زمین پر کھڑا مجمع چوکنا ہو گیا۔ لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ آوازیں بلند ہوتی سر درد کا باعث بن گئیں۔

جہاز رکا اور اس کی ایک طرف سے نکلتی سیڑھیاں زمین کی سطح سے ٹکرائیں۔ المیرا کو لگا وہ جنت میں آ گئی ہے۔

کم بخت چودہ دن سے زمین کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ آنکھیں ترس چکی تھیں۔

سرمئی ملکہ کو سب سے پہلے اترتا دیکھتے یمن کا سفیر ان کے قریب آیا۔ سفید دستانے والا ہاتھ ملکہ کی مدد کے لیئے پیش کیا۔

www.novelsclubb.com

"ماہ ملکہ کی سرزمین پر خوش آمدید!" سفیر نے سر جھکاتے کہا۔

اپنا سرمئی داستانے والا ہاتھ بھمن باشا کو پکڑاتے المیرا نے مسکرا کر تعظیم وصول کی۔ غور کرو تو ملکہ کے کندھے کے قریب کھڑا چھ فٹ ایک انچ کا خادم سیڑھیوں

کے وسط میں جما تھا۔ کندھے اکڑے اور آنکھیں ایک ہی سمت میں۔ ناگوار تاثرات میں سناٹا پھیل گیا۔

اسے سرمئی اور سفید دستانوں کا ایک دوسرے سے ملنا بلکل پسند نہیں آیا۔

★★★★

(اگلی قسط جلد، انشاءاللہ)

www.novelsclubb.com